مَن يُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدِّینِ ط

ناصح العباد مع نافع العباد



در جواب

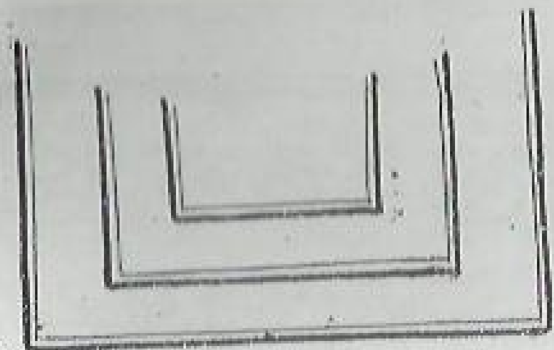
دافع الفساد

از انفاس فقیر حقیر عبد القادر قریشی مشہور غلام قادر

بھیروی امام مسجد بیگم شاہی

بپاس خاطر برخوردار محمد مظہر مد عمرہ و زاد قدرہ

ہندوستان پریس لاہور میں چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیئے - کہ منشاء سارے فتنہ و فساد فی الدین کا فرقہ وہابیہ ہے قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا - یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ سوتا ہے اللہ کی لعنت اُس پر جو اُسکو جگا دے - اوّل اس امت میں فتنہ جگانے والا وہ فرقہ خوارج کا ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج سے الگ ہو گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کافر کہنے لگے - وہ کہتے تھے - لا حکم الا للہ - باعث ان کے خروج کا یہ تھا کہ جب حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے مابین جنگ جدل دراز ہوا تو آخر بہ اتفاق فریقین یہ قرار پایا کہ دونوں امیر دومۃ الجندل میں مع افواج جمع ہوں - اور دو حکم مقرر ہوں حضرت علی کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری رضؓ اور امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو ابن العاص رضؓ مقرر ہوئے - دومۃ الجندل ایک مقام کا نام ہے - جو مدینہ طیبہ اور کوفہ اور دمشق سے دس دس منزل کے فاصلہ پر ہے - ہر دو فریقین راضی ہو گئے - حضرت علی رضؓ کی فوج سے گیارہ ہزار اہل نہروان الگ ہو گئے - یہی کہتے تھے ان الحکم الا للہ علی کے پاس آیۃ حدیث کی سند کوئی نہیں یہ کافر ہے کتاب اللہ کو چھوڑ کر حکمین کے حکم پر راضی ہوا - اور یہ نہ سمجھے کہ تحکیم یہ حکم خدا تعالیٰ ہے - زوجین میں سے جب ایک باغی ہو جائے تو دو منصف مقرر کرو - فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا یعنے بھیجو ایک حکم مرد کے گھر والوں سے ایک حکم عورت کے گھر والوں سے اگر ارادہ نیکی کا کریں تو خدا تعالیٰ موافقت کرے گا - ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما - حضرت علی رضؓ نے بہتیرا سمجھایا - یہ نہ سمجھے - آخر چہار ہزار قتل کئے گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - الخوارج کلاب النار یعنی خارجی دوزخ کے کتے ہیں - خوارج میں بڑے سردار اشعث بن قیس اور مسعود بن فدکی تمیمی اور زید ابن حصین طائی تھے - اس زمانہ میں غلاۃ روافض پیدا ہوئے جن کا سردار عبد اللہ ابن سبا تھا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہتے تھے - ان ہی دونوں فرقوں سے بدعت اور گمراہی پھیلی - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہوا اے علی تیرے حق میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محب غال و مبغض قال یعنے دوست خارج از حد اور دشمن بے سبب عیب گیر - ایک فرقہ حضرت علی رضؓ کو خدا کہتا ہے - اور دوسرا کافر کہتا ہے - بقایا خوارج سے تین کس نے کعبہ شریف کے میزاب کے تلے بیٹھ کر عہد و پیمان کیا کہ ایک ایک شخص ایک ایک سردار کو مار لے - یعنی حضرت علی اور امیر معاویہؓ اور تیسرے عمرو ابن العاص رضؓ کو - ایک عبد الرحمن ابن ملجم تھا - دوسرا برک بن عبد اللہ تمیمی تھا - تیسرا عمرو بن بکر تمیمی تھا - ابن ملجم نے کہا کہ میں علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو ماروں گا - برک نے کہا میں امیر معاویہ رضؓ کو ماروں گا - اور عمرو بن بکر نے کہا میں عمرو ابن العاص کو قتل کروں گا - اور تینوں نے باہم عہد کیا کہ سترھویں رمضان ۴۰ھ کی صبح کی نماز میں نماز پڑھتے ہوئے

قتل کرینگے۔ ہر ایک ان تینوں میں سے اپنے اپنے مقصد کی طرف چلا۔ پس
برک واسطے قتل امیر معاویہؓ کے دمشق کو چلا اور عبداللہ ابن بکر مصر کو اور ابن ملجم
کوفہ کو۔ برک نے صبح کی نماز میں عین سجدہ میں امیر معاویہؓ کو تلوار ماری اگی دونوں
سرین کٹ گیئں عرق نکاح بھی کٹ گئی جس سے اولاد جب ہوگئی۔ لوگوں نے
پکڑ لیا۔ امیر نے کہا اسکو قتل مت کرو میں مقتول نہیں ہوا اسکے دونوں ہاتھ
کاٹ ڈالو۔ اس نے کہا الامان والبشارۃ میں قتل علی کی بشارت دیتا
ہوں۔ اس کو امان دی گئی۔ جب خبر قتل حضرت علی کی آئی تو اس کا ایک ہاتھ
پیر کاٹ دیا اور چھوڑ دیا۔ وہ بصرہ میں چلا گیا وہاں جاکر نکاح کیا اور صاحب
اولاد ہوا وہاں کے حاکم زیاد ابن ابیہ کو جو امیر معاویہؓ کا بھائی تھا خبر ملی کہ وہ
قاتل امیر معاویہؓ کا مقطوع الید والرجل یہاں صاحب اولاد ہے اور امیر معاویہ
کی اولاد پیدا نہیں ہوتی تو وہ مقطوع النسل ہوگیا۔ زیاد نے اسکو بلا کر قتل کرا دیا۔
عبداللہ ابن بکر مصر میں پہونچا صبح کی جماعت میں امام جب سجدے میں گیا تو اُس نے
تلوار ماری اور اُسکو قتل کر دیا۔ اتفاقاً اُسدن عمرو بن العاصؓ کو درد پشت تھا
وہ جماعت میں آنے سے معذور تھے نہ آئے اور انہوں نے سہل عامری کو امام
کرکے بھیجا تھا سوہیل عامری مقتول ہوا۔ ابن ملجم کوفہ میں اپنے ارادہ پر آیا۔
اور ہزار روپے سے ایک تلوار خریدی جس کو زہر کی پان دی۔ اور اس مدت
میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور مسایل پوچھا کرتا
تھا۔ ارادہ قتل کا اسکے دل میں پوشیدہ تھا۔ اسکے گروہ کے لوگ (یعنے خوارج)
اس کے پاس آتے جاتے تھے اور یہ لوگوں کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ اتفاقاً
قطام بنت شخنہ ایک خوبصورت عورت پر اس کی نگاہ پڑی وہ بڑی صاحب جمال
تھی وہ بھی اعتقاد خارجیوں کا رکھتی تھی۔ اس کے باپ اور بھائی کو حضرت علیؓ

اسکے باپ اور بھائی کو نہروان میں قتل کیا تھا۔ ابن ملجم اس پر عاشق ہوگیا وہ بولی
میں نے قسم کھائی ہے کہ میں نکاح نہیں کرونگی مگر اوپر مہر کے۔ ابن ملجم بولا جو تو مانگیگی
میں دونگا۔ تین ہزار اشرفی اور قتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ اور ایک غلام
اور ایک لونڈی گانے والی مقرر ہوئی۔ وہ بولا میں تو اس شہر میں اسی غرض سے
یعنے قتل علیؓ کے واسطے آیا ہوں۔ قطام نے اپنے چچا کے بیٹے وردان ابن مجالد
کے پاس آدمی بھیجا۔ اُس نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور ابن ملجم شبیب بن بجیرہ
اشجعی کو ملا اور کہا کہ تجھ کو دین و دنیا کی عزت کی خواہش ہے اُس نے کہا کیا؟
کہا علی کرم اللہ وجہہ کے قتل میں تو میری مدد کر۔ اُس نے کہا تیری ماں تجھ کو روئے۔ یہ
اچنبے کی بات ہے تو اس بات پر کیسے قابو پائے گا۔ ابن ملجم نے کہا اس کا چوکیدار
کوئی نہیں ہے اور مسجد میں اکیلا ہی آتا ہے۔ پس ہم مسجد میں چھپ رہیں گے۔ جب
نماز پڑھنے لگے گا تو ہم قتل کر دینگے۔ اگر ہم بچگئے تو بچگئے اور اگر قتل کئے گئے تو نیک
ہو جائیں گے کہ راہ خدا میں مقتول ہوئے۔ دنیا میں ذکر خیر ہوگا اور عاقبت میں جنت
ملے گی۔ وہ بولا کمبخت حضرت علیؓ سابق الاسلام ہیں میرا تو جی نہیں چاہتا ان کے
قتل کے واسطے۔ ابن ملجم بولا او کمبخت اُس نے خدا کے دین کے اندر آدمی حکم مقرر
کئے اور ہمارے بھائیوں صالحینوں کو اُس نے قتل کیا۔ پس ہم قصاص ان لوگوں
کے جن کو اُس نے قتل کیا ہے قتل کرینگے۔ مت شک کر اپنے دین میں اُس نے
منظور کر لیا۔ پس دونوں قطام کے پاس آئے دیکھا کہ وہ مسجد میں خیمہ بنا کر معتکف
بیٹھی ہے اُس نے اُنکے لئے دعائے خیر کی اُنہوں نے اپنی تلواریں لیں پھر دونوں
آکر اُس چوکھٹ کے پاس جاکر بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علیؓ نکلا کرتے تھے۔
ابن نباح موذن آیا اُس نے الصلوٰۃ کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ چلے
موذن آگے تھا حضرت علیؓ اور امام حسنؓ پیچھے تھے۔ جب دروازہ سے نکلے تو فرمایا

اے لوگو نماز کی تیاری کرو نماز کی تیاری کرو۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ
وہ اپنے ساتھ رکھتے تھے دُرّہ کے ساتھ لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔ دو
شخص سامنے آگئے۔ حاضرین میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے تلوار کی چمک
دیکھی۔ اور سنا ہے کہ کوئی کہتا ہے حکم اللہ تعالیٰ کا ہے لے علی تیرا نہیں۔ پس ان
دو لوگوں نے اکٹھی تلواریں ماریں شبیب کی تلوار طاق اور بالائے سر دل میں لگی۔ اور
ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے چوٹی تک کاٹ گئی۔ اور مغز تک پہونچ گئی۔ آپ صبح کی
نماز پڑھا رہے تھے۔ باقی نماز جعدہ ابن ہبیرہ نے خلیفہ بن کر تمام کرادی ۞

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آدمی جانے نہ پاوے۔ ایک روایت میں
ہے کتا جانے نہ پاوے۔ لوگ ہر طرف سے دوڑے شبیب تو باب کندہ سے اتر گیا
اور ابن ملجم پر جب لوگوں نے حملہ کیا تو اُس نے بھی تلوار کے ساتھ حملہ کیا۔ لوگوں نے
راستہ دیدیا۔ مغیرہ بن نوفل نے اسکے سر پر پشمینہ کی چادر ڈالدی۔ پھر اٹھا کر زمین پر
دے مارا اور اُسکے سینہ پر بیٹھ گیا۔ اور تلوار چھین لی مغیرہ بن نوفل بڑا زبردست
تھا۔ جب ابن ملجم حضرت علیؓ کے پاس حاضر کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا اسے اچھا کھانا اور
اسکا بستر نرم کر دینا۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا مالک ہوں معاف کروں یا
بدلہ لوں۔ اگر میں مرجاؤنگا اسے بھی میرے ساتھ ملا دینا یعنی قتل کر دینا۔ میں تمہارے
سامنے اس سے جھگڑونگا اسکو قتل دینا اور اسکے ناک کان نہ کاٹنا۔ حضرت ام کلثوم
بولیں۔ سجدا میں امید کرتی ہوں کہ امیر المومنین پر قیامت میں کچھ صدمہ نہ پہونچیگا۔ وہ
پلید بولا تو پھر روتی کیوں ہو۔ پھر بولا میں نے اپنی تلوار کو زہر پلائی تھی۔ ایک مہینہ بھر
اگر میری مراد پر نہ چلی تو خدا اسکو دور کرے اور اُس کو مٹیا میٹ کر دے۔ حضرت
علیؓ جمعہ کا دن اور ہفتہ کا دن زندہ رہے۔ اتوار کی رات ۱۹۔ رمضان سنہ ۴۰ھ کو
فوت ہوئے۔ آپنے صاحبزادوں شاگردوں اور مریدوں کو جمع کر کے وصیت

فرمائی کہ اے آلِ عبدالمطلب لوگوں کو نہ مارنا فقط قاتل ہی سے قصاص لینا۔ اور
ایک ضرب کے بدلہ ایک ضرب اور مثلہ مت کرنا کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے مثلہ سے بچے رہو اگرچہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو ۞

یہ تخم خوارج کا وہاں سے شروع ہوا ہے۔ بظاہر دنیا کے زاہد اور اماموں کے جاحد
(یعنی منکر) بظاہر حدیثوں کے جامع قرآن کے حافظ۔ لیکن فی الواقع جماعت
مسلمانوں سے خارج۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کہ تراویح بیس کی جماعت کیوں کرائی
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کہ قرآن کیوں جمع کرایا۔ مسجد نبوی کو کیوں
بڑا عالیشان بنایا۔ یہ دین میں بدعت قائم کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فیصلہ کیوں محاکمہ پر چھوڑا۔ مومن صالحین نہروانیوں کو کیوں قتل کیا۔ یہی خوارج
تھے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا۔ رفتہ رفتہ
عبداللہ ابن زبیر کو سولی پر چڑھایا۔ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ اور تابعین کو
مشکیں باندھ کر ذبح کرایا۔ جب بنی امیہ کا دورہ ختم ہوا تو عباسیوں کے عہد میں یہ لگ
کھلا کہ منبر پر اہل بیت اور بنی امیہ کو لعنت کرتے۔ عمر بن عبدالعزیز نے لعنت موقوف
کر کے عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ شروع کیا
یہ خطیبوں کا وہاں سے پڑھنا جاری ہوا۔ جعفر منصور نے جو کچھ علما و فضلا کے ساتھ
معاملہ کیا محض اس سبب سے تھا کہ اہل نبوی کی محبت و تعظیم کیوں کرتے ہیں بظاہر بہانہ
عہدہ قضا کا اور دراصل سبب منصور یہی تھا کہ امام محمد بن عبداللہ سادات کے ساتھ
یہ امام کیوں دوستی رکھتا ہے۔ ہارون رشید کے وقت بڑا محدث داؤد ظاہری امام
زمانہ ظاہر ہوا جسکے بیٹے احمد نے سینکڑوں علما قتل کرائے فقط بہانہ یہی کہ قرآن
کو مخلوق کہو۔ عقاید معتزلہ کے اماموں کے عہد میں خوارج کے ساتھ شامل ہو گئے۔
سبب یہ ہوا کہ نو مسلم یونانی فلاسفہ نصوص آیات اور احادیث کو اپنے اپنے

عقل کے ساتھ مطابق معمول کرتے اور برخلاف عقل مردود کرتے۔ کہتے نہ خدا کا
دیدار ہے نہ عذاب قبر کا پلصراط پر عبور نہیں۔ میزان باطل ہے۔ وزن اعمال غلط ہے
فاسق مرتکب کبیرہ ملحق بالکفار ہے۔ خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں خدا تعالےٰ
کی جسمیت کے قائل ہیں یعنے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے۔ ظاہریہ
مذہب کل اماماں اسلام کا مخالف اور سب کو بدعتی اور کافر کہتا ہے۔
داؤد ظاہری کے سلسلے میں ابن حزم۔ ابن قیم ابن تیمیہ بڑے بڑے محدث
چلے آئے۔ ابن تیمیہ کے ساتھ ابوالحسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے مباحثے کئے
اسکو جھوٹا کیا اس کی کتابیں جلائیں۔ سلطانی حکم کے ساتھ اسکے مریدوں کو
بمعہ اسکے قتل کرایا۔ اس کی کتابیں مخفی اسکے بقیہ مریدوں کے پاس رہیں۔
جب سلطان سلیم خاں بادشاہ قسطنطنیہ فوت ہوا یہ بلاد عرب اس حالت
میں بغیر حاکم سلطانی کے رہے یہ موقع پاکر عبدالوہاب نجدی نے اپنے مریدوں
نجدیوں کو جمع کرکے کہا کہ بادشاہ مرگیا ابھی اسکے قائم مقام کوئی نہیں ہوا
نزاع برپا ہوگئی۔ جمعہ کس طرح پڑھا جاوے گا اور حدود شریعت کیسے جاری
ہونگے۔ کوئی امام دین کا چاہیئے۔ سب نے عرض کیا کہ حضور پیر و مرشد ہیں عالم
ہیں محدث ہیں اس لئے مستحق امامت کے ہیں۔ آپ ہی امیرالمومنین ہیں اسنے
کہا کہ میں اسباب میں مجبور ہوں میری خوشی کوئی نہیں۔ اجرائے احکام دین
کے واسطے یہ عہدہ قبول کرتا ہوں بنام عبدالوہاب خطبہ پڑھا گیا اور حکم دیا کہ
حرم میں بڑی بدعتیں ہیں سونے کا پرنالہ ہے اور سونے کی چوکاٹ ہے اور
مدینہ طیبہ میں جو روضہ ہے وہ صنم اکبر ہے اسکو توڑ دو۔ ابو سعود ایک امیر اسکا
مرید ہوگیا وہ اور نجدی اسکا بیٹا محمد نایب عبدالوہاب کا مکے میں آئے شریف مکہ
کے ساتھ جدال و قتال ہوا۔ شریف دھوکہ میں رہا کہ حرم میں قتال کون کرتا

ہے۔ ہر چند اسکو خبر پہونچی تھی کہ بارادہ فساد آئے ہیں مگر وہ غفلت میں رہا۔
جب حرم میں آکر شمشیر زنی کی کچھ ادب حرم کا نہ رکھا۔ شریف اور غلام اس کے
چلے گئے۔ محمد نے بیٹھ کر علماء کو بلایا۔ ایک فتویٰ پہلے مکہ میں لکھا گیا تھا کہ نجدی
یعنے وہابی کافر ہیں وہ فتویٰ محمد کے ہاتھ آگیا جنکے نام لکھے تھے انکو بلاکر قتل کیا
ایک بڑے عالم سید عمر عبدالرسول تھے اُن کو بلاکر کہا کہ تم نے لکھا ہے۔ کہ یا
رسول اللہ کہنا کفر ہے مکے کے مناروں پر پانچ وقت الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ کہنا کفر ہے اور نہیں کفر کہنے والوں کو تم نے کافر لکھا ہے ہم تو
کہتے ہیں لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہوش و ثبات عقل
و قایمی حواس یہ فتویٰ میں نے لکھا یا رسول کہنا کفر ہے تو یہ عجب کفر ہے کہ
پانچ وقت نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کو عبادت جانتے ہو اور یہ کہہ
بڑا نعرہ مارا۔ یا رسول اللہ محمد نے چاہا کہ انکو بھی قتل کرے۔ اتنے میں شور ہوگیا کہ
سلطانی فوج ینبوع میں آگئی۔ اس شور و غل میں وہ نجدی محمد بن عبدالوہاب
اُدھر متوجہ ہوگیا اور شیخ عبدالرسول بچ گئے۔ یہ بات ہوئی تھی کہ جب سلطان محمود خاں
تخت پر بیٹھا تو اسکو اس فتنہ کی خبر ملی اُس نے محمد علی پاشا مصر کو حکم بھیجا کہ فوج
جرار لے جا کر ان شریروں پلیدوں سے حرمین کی زمین پاک کرے۔ یہ حکم
سنتے ہی محمد علی پاشا مصر معہ افواج جہاز میں سوار ہو کر آگیا۔ اور ان کی خوب
سرکوبی کی مصری فوج نے جو پہلے آتے ہی قلعہ لے لیا تھا۔ پس ہزارہا وہابی قتل
ہوئے۔ انکے ناک کان کاٹ کر تھیلے بھر کر روم میں پہونچا دیئے۔ انکی جمعیت پراگندہ
ہوگئی۔ شامی نے بھی ان کا ذکر باب البغاۃ میں کیا ہے کہ یہ خوارج ہیں۔ اور انہوں نے
سنہ ۱۲۲۲ھ میں یہ فتنہ قایم کیا۔ اور کچھ فوج ان وہابیوں کی مدینہ طیبہ میں پہونچی تھی۔
حضرت کا روضہ مبارک گرانے لگے کہ یہ صنم اکبر ہے اندر سے ایک اژدہا نکلا سب

اس کو دیکھتے ہی بھاگ آئے۔ اور خبر فوج مصری کی بھی پہونچ گئی ؎
اسماعیل دہلوی جب دورہ پورب دکن میں مشغول تھا تو اُسکو کتاب التوحید
مصنفہ محمد عبدالوہاب نجدی کی ہاتھ لگی۔ وہ عربی میں تھی اُسنے ایک اسکی شرح اُردو
میں لکھی جسکا نام تقویت الایمان رکھا۔ جب دہلی میں آیا تو علمائے دہلی نے اسکی
کتاب دیکھ کر انگشت حیرت دانتوں سے دبا کر کہا یہ کیا معاملہ ہے۔ پہلے وہ صراط مستقیم
لکھی جسمیں اولیاء کا کشف اور سیر افلاک درج ہے اور اسمیں ایسی بات کہ یا رسول اللہ
کہنا کفر ہے۔ انہوں نے اسکے ساتھ مباحثہ کیا اور اسکو جھوٹا کیا۔ اسکے الزام و
سکوت کی کتاب بنام تحقیق الحقیقۃ موجود ہے۔ اسکے نوریات ظاہر حدیث کے
عامل تقلید کے منکر امکان نظیر نبی کے قائل ہندوستان میں پہلے پہلے امکان نظیر
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قائل پھر کذب جہل باریتعالی کے قائل پھر وجود نبی کے
قائل ہوئے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہوگئے۔ اور بعضوں نے
یہ کہا کہ وہ اپنے زمانہ کے رسول ہیں جیسے ہیں تو ہم رسول ہیں تو ہم مہدی ہیں تو ہم
مکہ و مدینہ کا شرف بہ شرف حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
ہے۔ شرف مکان بشرف مکین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ شرف کعبہ شریف کا حضرت
ابراہیم آدم علیہم السلام کے وجود سے پہلے تھا ؎

حکایت اسماعیل ماہ محرم میں جامع مسجد دہلی کے شمالی دالان میں وعظ کر رہا
تھا عادت سے شہزادے تبرکات جو شمالی طرف سنگ مرمر کے حجرہ میں رکھے تھے انکی زیارت
کے واسطے آئے کہ تبرکات لیجا کر عورات کو زیارات کرائیں۔ جب تبرکات پالکی میں رکھ
کر لیچلے تو سامعین وعظ تعظیم کے واسطے کھڑے ہوگئے۔ اسماعیل نے کہا بیٹھو۔
قرآن شریف کی بے ادبی ہوتی ہے میں وعظ کرتا ہوں وعظ میں اٹھنا ناجایز
ہے۔ شہزادوں نے یہ بات بہادر شاہ کو کہی کہ مولوی اسماعیل نے ایسا کہا ہے

بہادر شاہ نے دو نقیب بھیجے کہ مولوی اسمعیل کو مسجد سے نکال دو۔ کھڑا ہو کر کہنے
لگا کہ میں بھی اب سامان کرکے آؤنگا۔ تبرکات کو جلادوں گا۔ اور روضہ
نظام الدین کو گرادونگا۔ اب اس عزم پر جمیعت پیدا کرنیکے لئے نکلا اور بارادہ
کہ میں پادشاہ ہندوستان کا ہوجاؤں گا۔ خاندان شاہ ولی کا مشہور تھا۔ جہاں
جاتا لوگ خدمت کرتے۔ اور سید احمد کو اپنا پیر بنایا ہوا تھا۔ مولوی عبد الحی
جو بڑے مولوی اپنے ہم مشرب کو ساتھ لئے پھرتا تھا۔ جہاں جاتے وعظ کرتے۔
مرید کرتے۔ پیر صاحب بھی ساتھ ہیں اور مولوی صاحب بھی ساتھ ہیں۔ اسی طرح
بہت سی جمیعت پیدا کی۔ بہت خیمے اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ سامان مہیا کر لیا
گوالیار میں بھی پہنچا۔ لوگ اسکے وعظ سنکر خوش ہوئے اور راجہ دولت راؤ کو خبر کی کہ ایک
مولوی صاحب اور سید صاحب ہیں خوش بیان ہیں۔ دولت راؤ نے کہلا بھیجا کہ میں بیمار
ہوں۔ اچھا ہوتا تو آپ حاضر ہوتا اگر تکلیف فرما کر زیارت سے مشرف کریں تو بہت احسان
ہوگا۔ جب اسمعیل مہاراجہ دولت راؤ کے پاس گئے۔ راجہ نے غلاموں سے کہا۔ کہ
مجھ کو تعظیم کے واسطے کھڑا کرو۔ وہ تعظیم بجا لایا۔ اسمعیل نے کہا کہو لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ۔ مہاراجہ نے کہا کہ جب ہم گدی پر بیٹھتے ہیں تو اول کلمہ پڑھتے
ہیں۔ ہمارا کلمہ غوث پاک کا سکھایا ہوا ہے۔ انکے جانشینوں کی طفیل ہمیں پہنچا۔
ان کا دستور ہے کہ جب گدی پر بیٹھتے ہیں تو جوٹھا پیالہ اپنے پیر کا پی کر بیٹھتے ہیں
اسماعیل نے کہا کہ عام طور پر کہو۔ اور سب لوگ کلمہ پڑھیں۔ اُسنے کہا اگر عام طور پر
کہوں تو بڑا فتنہ قایم ہو جائیگا۔ اور کشت و خون ہو جائے۔ اسطرح تعلیم نہیں کرتے
اگر عام طور پر اسلام تعلیم کرنا ہے تو آپ افغانستان کی طرف جاؤ اور وہاں سے جمیعت
سلطانی جمع کرکے لاہور پر فوج کشی کرو۔ رنجیت سنگھ کو زیر کرو۔ اور نکالدین کا بچاؤ
اور سکھوں کو مسلمان کرو۔ جب یہ آوازہ لوگ سنیں گے۔ تب مسلمان ہوجائینگے ؎

راجہ نے ایک تھال اشرفیوں کا بھرا ہوا آگے رکھا اسماعیل نے انگلی لگا دی کہ منظور ہے۔ خادم سے کہا کہ میرا ہاتھ دھلا دے پلید ہو گیا خادم آفتابہ لئے کھڑا تھا ہاتھ دھو لئے اور اشرفیاں تھیلے میں ڈال لیں۔ راجہ نے کہا ایسی پلید چیز ہیں کو انگلی لگانے سے پلید ہو جاتی ہے وہ تو برے میں ڈالی اور انگلی دھوئی۔ یہ شریعت میں کوئی حکم نہیں کہ اشرفی روپیہ کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ پلید ہو جاوے یہ جیب میں ہو تو نماز بھی درست ہے اسماعیل بولا نماز کا وقت ہے جاتے ہیں راجہ نے کہا۔ یہاں ہی نماز پڑھ لو اذان کہہ کر اور تکبیر کہہ کر باجماعت نماز پڑھی۔ راجہ نے کہا بڑا تعجب ہے کہ میرے فرش پر میرے مکان میں نماز درست ہو جائے اور اشرفی کو انگلی لگانے سے ہاتھ پلید ہو جائے۔ یہ منافق ہے۔ جب حسب اشارہ مہاراجہ دولت راؤ کے اسماعیل پشاور میں گئے تو بڑے وعظ شروع کئے۔ حافظ دراز صاحب شارح بخاری کے ہیں وہاں موجود تھے۔ انہوں نے جب اسکی زبان درازی اور خوارج جیسی فتنہ اندازی دیکھی تو بہت سے مسایل میں مباحثہ کیا۔ اسکو الزام دیا۔ اتنی توفیق تو نہ تھی کہ سارے مجاہدوں کو اکھٹی روٹی دیوے لنگر جاری کرے۔ دیہات میں اپنے مجاہدین تقسیم کر دیئے کسی میں چالیس کسی میں پچاس۔ ادھر سے ہری سنگھ بلوا گیا۔ دیہاتیوں نے باہم مشورہ کر کے اسکے مجاہدوں کو اپنے اپنے دیہات میں قتل کر دیا اور ہری سنگھ نے اس کی جمعیت کو اور اسکو قتل کر دیا۔ سید احمد بھی مقتول ہوئے کچھ لقایا اسکے اتباع کا یاغستان میں رہ گیا وہ اسجگہ اپنی کاشت کاری کر کے گذارہ کرتے تھے ہندوستان کے وہابی خفیہ ان کی مدد کیا کرتے تھے چنانچہ اس علت میں محمد شفیع میرٹھ والا ٹھیکہ دار کمسریٹ مجرم بنا اور عبد القیوم بنگالہ میں جو جو سرکار انگریزی کو معلوم ہوتا گیا انکو سزا دیتے گئے۔ اب وہ مجاہدین ابھی یاغستانیوں سے ہمزبان ہو گئے۔ کتابیں اسماعیل کی تقویت الایمان تلخیص الحق یک روزی

اور اسکے شاگرد نذیر حسین کی معیار الحق وغیرہ ہیں۔ انکے تردیدات میں مدار الحق وجیز و فیمیز الحق انتصار الحق وغیرہ چھپ گئیں۔ انکے سرکوب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ابقاہ اللہ کافی ہیں۔ انہوں نے ایک سو اسی رسایل لکھے ایک رسالہ کا نام دو سو تازیانہ بر فرق جہول زمانہ ہے۔ اسماعیل اور رشید گنگوہی پر دو سو اعتراض کئے ہیں یہ امکان کذب باری تعالیٰ کے قایل ہیں۔ فتاوی حرمین جو ندوہ کی تخریب کے واسطے یہ واہیر علماء حرمین لکھا گیا اس میں سارا کفر اور زندقہ ان کا ظاہر کر دیا۔ اور رسالہ افضل وہابی صحت حدیث کا معیار بنایا۔ احیا الموت میں سماع موتی و استمداد از اہل قبور ثابت کر دیا۔ اہل دین کو چاہیئے کہ ان رسایل کی اشاعت کریں اور ایسے علما کی امداد کریں کہ عام لوگ ان خوارج کے شر سے محفوظ رہیں۔ اپنے ایمان کو شر شیاطین سے بچاویں۔ یہی لوگ دجالون کذابون ہیں ؂

پنجاب کے وہابیوں نے اور رنگ پکڑا اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے لگے۔ کہتے ہیں کہ ہم نہ عبدالوہاب کو جانتے ہیں نہ نجد کو اور نہ اسماعیل دہلوی کو ہم تو حدیث کو جانتے ہیں اور ہم اہل حدیث ہیں (کیونکہ وہابی بدنام ہو چکے تھے وہ نام ہی موقوف کیا) کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے ہم اسکے تابع ہیں احادیث صحیحہ اسی میں ہی ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حنفی نے ان کی کل احادیث کے جواب دئے کہ ان کی احادیث منسوخ ہیں چار سو چھ مسایل لکھے جنہیں تفصیل وار بیان کیا وہ کتاب بنام شرح معانی الآثار مبسوط و مطول ہے اسکا ترجمہ کرنے اور چھپانے اور دیکھنے میں عوام کو تکلیف ہوتی ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ بالفعل خلاصہ کے طور پر چند مسایل کے جواب جو امام طحاوی نے لکھے ہیں مختصر عام فہم لکھے جاویں بطور مشتے نمونہ از خروارے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ وہابیوں کی احادیث کا یہ حال ہے۔ جب اتفاق چند احباب کا ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ

ساری کتاب کا ترجمہ چھپایا جاوے گا۔ اسمیں تخمیناً ڈیڑھ ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے۔ خلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ جسقدر احادیث صحاح ستہ میں ہیں سبکا مستند سوائے خلفائے راشدین کے ہے۔ چونکہ خوارج امام اور ابوحنیفہ کے منکر ہیں تو ان منکروں نے خلفائے راشدین کی کارروائی کو بالائے طاق رکھ کر نسیاً منسیاً کر دیا ہے۔ یہ اہل حدیث اتنا نہیں سمجھتے کہ جب خلفائے راشدین نے جو پیش امام سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تھے۔ تیس برس نماز آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے مطابق پڑھی بموجب ارشاد وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي کے پڑھی تو اس میں کونسا شبہ باقی رہگیا۔ مگر یہ عقیدہ خوارج انکو مستند جاننا حرام ہے۔ خوارج حدیث مرفوع کے طالب بنے۔ یعنے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم تک پہنچے وہ مانینگے سیو اسطے اہل سنت والجماعت سے خارج ہوگئے۔ بنابریں تقلید امام اعظمؒ کے منکر ہیں اور یہ چھ کتابیں یعنے صحاح ستہ حدیث کی محدثوں نے بمقابلہ صحاح ستہ شریف امام محمدؒ کی فقہ پر لکھیں جن کا نام سیر صغیر سیر کبیر مبسوط زیادات جامع صغیر اور جامع کبیر ہے اور جن کی روایات کا نام ظاہر المذہب اور ظاہر الروایات ہے انکے برخلاف جو روایات فقہ شریف کی ہیں وہ روایات نوادر کہلاتی ہیں وہ مرجوع عنہ ہیں اور مروج ان کی روایات قابل فتویٰ نہیں۔ ایسا ہی یہ اہل حدیث سوائے صحاح ستہ حدیث کے جو دوسری حدیث کی کتابیں ہیں ان کو غیر معتبر سمجھتے ہیں تاکہ صحاح ستہ فقہ شریف کا مقابلہ پورا پورا ہو جاوے ۔

اب ان اہل حدیث کے اصول منہج لکھنے اور جواب دینے بطور تطویل مخل مطلب ہیں کیونکہ اصل اصول انکا بخاری ہے۔ بخاری نے جو خلاف خلفائے راشدین کے کیا وہ اظہر ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع صحابہؓ میں تحقیق کیا کہ جب مرد عورت کے ساتھ دخول کرے تو غسل فرض ہو جاتا ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔ محمد بن اسماعیل بخاری نے اس مسئلہ میں اپنا نام لکھ کر کہا غسل احوط ہے فرض نہیں۔ باجماع صحابہ کا خلاف کیا۔ سند اسکی کیا ہے کہ انما الماء من الماء یعنے غسل انزال سے ہوتا ہے اور یہ حدیث بالاتفاق کل امت منسوخ ہے یا بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما محمول بر احتلام خواب ہے۔ دوسری حدیث جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم انکے گھر گئے جسکے گھر مہمان تھے یعنے ام العلاء وہ بولی کہ عثمان بہشتی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم ام العلاء بولی کہ مومن تھا۔ مہاجر تھا حضور کا بھائی رضاعی تھا۔ ایسا نیک تھا۔ اور ایسا نیک تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ ما ادری و انا رسول اللہ ما یفعل بی۔ یعنے واللہ حالانکہ میں رسول خدا ہوں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہو۔ یہ حدیث کس قلم اور منہ سے نکالی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا انجام معلوم نہیں تو آیہ شریف لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کدھر گئی تاکہ بخشے اللہ تعالیٰ آپ کی خاطر گناہ اگلے پچھلے اور عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کدھر گیا۔ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو مقام محمود پر ضرور کھڑا کریگا کیونکہ لعل اور عسیٰ کا لفظ خدا تعالیٰ کی کلام میں بمعنے یقین ہوتا ہے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اور ضرور خدا تعالیٰ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جاویں گے۔ اور صدیق اکبر کے حق میں ولسوف یرضیٰ فرمایا ہے کہ صدیق اکبرؓ راضی ہو جاویگا۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے شب معراج میں جنت کی سیر فرما کر سب مقامات معینہ ملاحظہ فرمائے اور سبکو خبر کر دی تو ویسی حدیث کو عناد با رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نہ کہا جاوے تو اور کیا کہا جاوے۔

تیسری حدیث احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

کی مدد کو چلے تو راستہ میں ابو بکرہ بن سہل ساعدی ملے انہوں نے کہا کہاں جاتے ہو کہا کہ اس شخص یعنے حضرت علیؓ کی مدد کو جاتا ہوں ابو بکرہ نے کہا لوٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں تلوار لیکے ساتھ لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ پس یہ بخاری تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یعنے جماعت حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ اور عشرہ مبشرہ کو بھی جنکے قطعی جنتی ہونے کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ معاذ اللہ دوزخی بتاتا ہے یہ جملہ احادیث بخاری اور اسکے اتباع کے عقاید ہیں ٭

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے۔ ابن صلاح منجملہ تلامیذ بخاری کا قول ہے اُس نے ہی مشہور کردیا ورنہ بخاری میں احادیث متضادہ اور منسوخہ بہت ہیں جن کی کچھ تفصیل میں شرح فقہ اکبر مؤلفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری میں ہے ٭

اب اس شرح معانی آثار کے مسائل لکھنے سے معلوم ہو جاوے گا کہ صحاح ستہ کی احادیث کس قدر منسوخ ہیں۔ اب مسائل طہارت سے شروع کرتے ہیں کہ ان کی احادیث کی قلعی کھلجاوے اور غلطی واضح ہو جاوے ٭

رسالہ نافع العباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد پس یہ مسائل کہ جو متعلق بالامامۃ الصغریٰ اس زمانہ میں اہم المسائل ہے۔ ہر ایک مسلمان سُنّی کو لازم ہے کہ اس رسالہ کو بخوبی حفظ کرے تاکہ نماز اُس کی جو بعد از ایمان باللہ و رسولہ اصل ہے دین کا ہے مردود نہ ہوے اور عند اللہ مقبول ہو کر مثمر ثمرات ابدیہ کا ہووے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ہی عمل قبول کرتا ہے۔ نہ دوسروں کے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ (رواہ ابوداود) یعنے اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا نماز اُس شخص کی جو امامت کرائے کسی قوم کی حالانکہ وہ قوم اُسکو مکروہ جانتی ہوں۔ اور حاکم نے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے یعنے اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ يَّقْبَلَ اللّٰهُ صَلٰوتَكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ

ترجمہ اگر خوش آتی ہے تم کو یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرماوے تو چاہیئے کہ اچھے نیک لوگ تم میں سے تمہاری امامت کراویں کیونکہ وے وکیل ہیں تمہارے درمیان تمہارے اور تمہارے رب کے ٭

نوٹ: یہ رسالہ اسلام کی اکتابیں ۱۳۲۴ھ پرانی ہے

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف سے خوب روشن ہوگیا کہ نماز مقبول وہی ہے
جو متقی اور صالح کے پیچھے ادا کی جاوے۔ اب معلوم کیا جاوے کہ اس امت مرحومہ
میں کونسا فرقہ سعید ہے اور کون متقی اور کون شقی ہے۔ اور کون غیر متقی۔ حضرت
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اُمت کے تہتّر فرقہ میں سے ایک فرقہ کو جنتی
فرمایا۔ اور بہتر کو ناری دوزخی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بہشتی کون ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ جس پر میں ہوں۔
اور میرے اصحاب لیس وہی فرقہ جنتی ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے
طریق پر ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ فرقہ ناجیہ کل فرقہ اہل سنت وجماعت کا ہے جو حنفی
وشافعی ومالکی وحنبلی ہیں یہ چاروں مذہب والے ایک عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کو منزّہ ومقدس ذاتی جملہ اوصاف رذیلہ سے اور موصوف ذاتی جملہ اوصاف
کمالیہ کے ساتھ اعتقاد کرکے جمیع انبیا اور رسل کو علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم جانتے
ہیں اور سارے اصحاب کبار رضہ کو مومن کامل یقین کرکے خلفائے راشدین رضوان
اللہ علیہم اجمعین کو متفاضل رکھتے ہیں اور کہتے ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (ترجمہ
اے پروردگار ہمکو اور ہمارے برادروں کو جو ہم سے پہلے باایمان گذر گئے ہیں
بخش دے اور ہمارے دلوں میں دشمنی ایمان والوں کے مت ڈال)۔
رافضی وخارجی ووہابی ومعتزلہ جبری وقدری وغیرہ جتنے فرقے ہیں سب اس عقیدہ
کے برخلاف ہیں۔ یہ سب کے سب بہشتی نہیں ہیں۔ ہر ایک فرقہ کے عقاید برخلاف
اس فرقہ اہل سنت وجماعت کے ہیں اور اُن کی کتابیں عقاید کی جُدا جُدا ہیں۔
روافض کی جدا ہیں اور خارجیوں کی جدا اور وہابیوں کی جدا۔ چونکہ اس رسالہ میں
تذکرہ وہابیوں کا مقدم ہے لہٰذا اُن کی کتابوں کا نشان دینا واجب ہے۔ پہلی کتاب

ان کی عقاید کی کتاب التوحید مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ہے جسکے سبب
یہ فرقہ اپنے آپ کو محمدی کا لقب دیتا ہے۔ دوم تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی کی ہے جسکے سبب یہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کا خطاب دلواتا ہے اور
باقی کتابیں مشہور ومعروف ہیں اُن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ مشتے نمونہ
خروارے ہے۔ یاد رہے کہ سب اہل سنت وجماعت قرآن مجید اور سنت نبوی اور اجماع
اصحاب کرام رضہ کے معتقد ہیں اور یہ وہابی لوگ اصحاب کرام کے قول وفعل کو خلاف
سنت بلکہ بدعت ضلالت کہتے ہیں اور اجماع اصحاب کرام کا انکار کرتے ہیں اور
اپنے دل سے ایسی واہیات بے اصل باتیں تراش کر اپنے عقاید کی کتابوں میں
درج کرتے ہیں جسکے سننے سے مومن آدمی لاحول پڑھتا ہے اور ان کو بلا تامل کافر کہنے
لگتا ہے۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ یقین کر لینا چاہیے کہ سب مخلوق کیا بڑا کیا
چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ اقول یہ کیسا بڑا کفر ہے جسکی
توبہ بھی مقبول نہیں ہوسکتی کیونکہ توبہ صرف اُن کفریات سے ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ
کے گناہ ہوں اور جو عباد اللہ کے حقوق ہوں وہ تو معاف نہیں ہوسکتے۔ اب اس
کلمہ کفر کی کوئی حد نہیں رہی کہ انبیا واولیا وفرشتوں اور محبوبوں کو اس نالائق نے
یکساں کرکے چمار سے بھی ذلیل لکھدیا۔ اُس نے سارے قرآن مجید اور احادیث
نبویہ کا انکار کر دیا اور سب نبی وولی ومومن وکافروں کو یکساں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے
اُس کا رد فرمایا۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ؕ یعنے کیا
ہم مسلمانوں کو کافروں جیسا کر دینگے (ایسا نہیں) کیا ہوا تمکو تم کیسا حکم لگاتے ہو۔
ایسا ہی اس تقویۃ الایمان والے نے کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے کہ
خدا تعالیٰ دروغ بولنے پر قدرت رکھتا ہے۔ ورنہ قدرت انسانی قدرت الٰہیہ پر زیادہ
ہو جاوے گی)۔ اقول اس عقیدہ کو کفر نہ کہیں تو کیا کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات

کو منزہ و مقدس فرمایا ہے اور کہا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا
یعنے پاک ہے ہر عیب سے اُس کی جس نے اپنے عبد کو رات میں سیر کرائی۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ
اللہ تعالیٰ کے نام ہیں یعنے اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر عیب سے اور اُن سے جو مخلوق کے
خیال میں آویں۔ اس بد عقیدہ نے کیسا سخت عیب خدا کی ذات کو لگا دیا۔ یہ اس فرقہ
وہابیہ کا پیشوا ہے اور یہ دعوے اسلام کا کرتا ہے۔ اور رسالہ لکھا ہے کہ
وہابی کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے جس کا نام دافع الفساد رکھا ہے **اقول**
وہابی کے پیچھے نماز بالکل ناجائز ہے اور مطلقاً حرام ہے۔ ساری کتابوں میں اہل
سنت و جماعت کی لکھا ہے کہ بدعت مکفرہ والے کے پیچھے اقتداء ناجائز ہے۔ اور یہ
فریق ایسا بد عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی کو اہل ضلالت و بدعت بکتا ہے +
تراویح آٹھ رکعت کہتے ہیں اور بیس رکعت پڑھنے والوں کو بُرا کہتے ہیں۔ دیکھو
کہ بیس رکعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور جملہ خلفاء راشدین و صحابہ کرام نے پڑھی ہیں
اس کہنے سے یہ فرقہ کافر ہوا یا مسلمان رہا۔ بلکہ ہماری کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ
جو کوئی امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قیاس کو حق نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ
صفحہ ۲۷۰ جلد ۲ و من قال قیاس ابی حنیفۃ رح حق نیست یکفر کذا فی التاتار
خانیہ یا جس کسی نے کہا کہ قیاس امام ابوحنیفہ رح کا حق نہیں ہے تو وہ کافر ہو جاوے
جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے +
پس بموجب ہماری کتابوں کے جن پر فتویٰ ہے یہ لوگ جو قیاس امام ابوحنیفہ
کو حق نہیں مانتے کافر ہیں کافر کے پیچھے اقتدا ناجائز ہے۔ اور حرام مطلق۔ اور
اس رسالہ دافع الفساد والے نے جتنی عبارتیں لکھی ہیں سب عبارات میں یہی مطلب ہے
کہ کافر کے پیچھے اقتداء ناجائز ہے یہ شخص وہابی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے
صفحہ ۹ بحوالہ فقہ اکبر کا لکھا ہے (الصلوٰۃ خلف کل برّ و فاجر من المؤمنین جائزۃ

یعنے نماز پیچھے ہر نیک گنہگار کے جائز ہے **اقول** دیکھو اس میں مومن شرط ہے کہ
مومن کی اقتداء جائز ہے نہ کافر کی اور صفحہ ۹ میں ہے۔ کما کان الصحابۃ والتابعون
ومن بعدھم من الائمۃ الاربعۃ یصلی بعضھم خلف بعض یعنی جیسے صحابہ
کرام رضی اور تابعین اور ان کے بعد اماماں چاروں ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے
تھے **اقول** صحابہ کرام اور تابعین اور اماماں دین کا مذہب وہابیوں کے مطابق
نہیں تھا۔ صاف اس عبارت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ اہل ایمان اہل سنت و جماعت
والوں کے پیچھے اقتداء جائز ہے کیونکہ سارے اصحاب اور امامان دین اہل سنت
و جماعت تھے نہ مثل وہابیوں لامذہبوں کے تھے کہ خدا کو جھوٹا اور پیغمبروں کو چمار
اور ذلیل کہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہ۔
غرض کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ رافضی و وہابی کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔ رسالہ
دافع الفساد والا جھوٹ بکتا ہے۔ کیونکہ وہابی ہے اور وہابی اہل سنت و جماعت
کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درمختار وغیرہ میں ہے وان انکر بعض ما علم من الدین
ضرورۃ کفر بھا یعنے اگر کوئی انکار کرے اس بات کا جو دین میں ضروری جانی
گئی ہے جس کے انکار سے یہ کافر بنتا ہے کقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کالاجسام
وانکار صحبۃ الصدیق رضی فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً جیسا کہ یہ کہے خدا
جسم ہے مثل اجسام کے اور انکار کرے صحبت صدیق اکبر کا پس اقتداء اُس کے
پیچھے بالکل درست نہیں ہے +
ایسا ہی جملہ کتابوں فقہ میں لکھا ہے اب تفصیل وار سنو کہ جن کے پیچھے نماز مکروہ
ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ کراہت و حرمت اُن کی نسبت ہیں جو اہل سنت و جماعت
ہیں ورنہ وہابیوں کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ وے اہل سنت و جماعت سے خارج
ہیں اور اُن کے عقاید جدا ہیں۔ غلام۔ خواہ آزاد کیا گیا ہو۔ اعرابی صحراء

کار رہنے والا ہو جسکو جٹ کہتے ہیں۔ اعمیٰ نابینا۔ فاسق۔ مبتدع۔ امرد۔ یعنے
بے ریش خوبصورت لڑکا۔ سفیہ کم عقل۔ مفلوج فالج زدہ۔ ابرص سفید داغ والا۔
جسکے عام بدن پر سفید داغ برص کے ہوں۔ شارب خمر۔ سود خوار۔ نمام چغل خور
مرائی ریاکار۔ متصنع تکلف سے بناوٹ کرنے والا۔ امام باجرت۔ مگر متاخرین
علماء نے برائے ضرورت جایز لکھا ہے۔ مخالف مذہب والا جس کے بارہ میں خلاف
کا شک۔ اور اگر یقیناً مخالف ہو تو حرام ہے۔ اور اگر رعایت مقتدی کی کرے تو
جایز ہے۔ اعرج۔ لنگڑا۔ مجبوب ذکر کٹا۔ حاقن بول و ریح کا روکنے والا۔
اقطع دست بریدہ۔ یہ ست خیال کرنا چاہیئے کہ مخالف مذہب والا یعنے شافعی
مذہب والا یا مالکی یا حنبلی مذہب جو اہل سنت وجماعت سے ہے۔ اسکی امامت
مشروط ہے بشرط عدم مخالفت با مقتدی حنفی۔ پس وہابی کی امامت کس طرح
جایز ہو سکتی ہے۔ (فتاوی عالمگیریہ جلد ا صفحہ ۳۰) یجوز الصلوٰۃ خلف صاحب
الھوی والبدعۃ ولا یجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبہۃ
ومن یقول بخلق القرآن۔ وحاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ
صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ مع الکراھۃ والا فلا کذا فی التبیین
والخلاصۃ وھو الصحیح ھکذا فی البدایع صاحب ہوی اور بدعت کے پیچھے
نماز جایز ہے (مگر مکروہ ہے) اور رافضی وجہمی وقدری اور مشبہ (خدا کو جسم کہنے والا)
اور قرآن کو مخلوق کہنے والے کے پیچھے ناجایز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عقیدہ ایسا
ہو کہ جس سے وہ کافر نہیں بنتا تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ جایز ہے۔
اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو جایز نہیں +

یہ بھی عالمگیریہ فتاوی میں لکھا ہے کہ فاسق یا مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے
سے ثواب جماعت کا ہوتا ہے لیکن ایسا ثواب نہیں پاتا جو صالح و متقی کے پیچھے

ملتا ہے۔ اب یہ بات کہ شافعی المذہب کے پیچھے نماز جایز ہے یا نہیں۔ انما یصح
اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف تب جایز ہے کہ جب امام مقامات
خلاف سے پرہیز کرے ولا یکون متعصبا ولا شاکا فی ایمانہ اور جبکہ متعصب
بھی نہ ہووے اور اپنے ایمان میں شک و تردد کرنے والا بھی نہو۔ (فایدہ) یہ سارے
اوصاف لامذہبوں میں موجود ہیں۔ مواضع خلاف میں خلاف کرتے ہیں جس کے
سبب یہ لامذہب وہابی کہلائے اور متعصب غایت درجہ کے ہیں جس کے سبب
بارہا عدالتوں تک نوبت پہونچی اور شاک ایمان ہیں۔ اور حنفیوں کے نزدیک
مشکوک الایمان ہونا ان کا ادنی بات ہے بلکہ یقیناً مسلوب الایمان ہیں کہ کتاب
تقویت الایمان ان لوگوں کا ایمان ہے۔ اور وہ کتاب کفریات سے پر ہے +
ان کی تردید تمام ہوئی اب زیادہ لکھنے کی گنجایش ہی نہیں رہی۔ عالمگیریہ میں صاف
لکھا ہے کہ نمازوں کی ترتیب کو نہ رعایت کرنے والے کے پیچھے نماز ناجایز ہے
اور ربع راس سے کم مسح کرنے والے کے پیچھے بھی ناجایز ہے۔ معلوم رہے کہ یہ سارے
اوصاف مذمومہ اس گروہ دین جدید والوں میں موجود ہیں بموجب مذہب حنفی کے
نہ اُن کی نمازیں صحیح ہے نہ وضو اور نہ کھانا ان کا پاک ہے نہ کپڑا۔ جب مردار کوئیں
میں گرے تو یہ لوگ اُس کوئیں کو ناپاک نہیں جانتے بلکہ کوئی پلیدی بول یا براز
پڑ جاوے تو بھی پلید نہیں جانتے۔ پس ان کا حنفیوں کے ساتھ کیا معاملہ باقی رہا
یہ لوگ کیوں ناحق تعصب کرتے ہیں اور رسالے لکھتے ہیں کہ حنفیوں کی نماز
وہابیوں کے پیچھے درست ہے (الجواب) ان واہیات باتوں سے یہ باز آجاویں
ان دشمنوں سے اتنا کوئی نہیں پوچھتا کہ جب تم وہابی بنے ہو تو پھر تمہارا حنفیوں
کے ساتھ کیا علاقہ دین کا باقی رہا ہے کہ تم خواہ نخواہ عوام کو تنگ کرتے ہو کہ ہمارے
پیچھے نماز پڑھو۔ اگر تم لوگ صاف ہوتے اور مخالفت حنفیوں کے ساتھ نہ کرتے

دوم حنفی مذہب میں بھی رہتے ۔ تم تو خود دائرہ اسلام سے بھاگ نکلے ۔ اب
حنفیوں کا تمہارے ساتھ کیا تعلق رہا ۔ واہ کیا بات ہے یہ وہابی لوگ حنفیوں
کو مشرک سمجھتے ہیں جو کوئی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھے ۔ وہ اُن کے
نزدیک مشرک کافر ہے ۔ اور تقلید امام معین کو ناجائز بتاتے ہیں اور زبانی کہتے ہیں
کہ ہم تو حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہیں یہ ان کا
دھوکہ ہے ۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کو مانتے تو حضرت غوث اعظم کی کلام کے منکر
کیوں ہوتے ۔ اور حضرت غوث اعظم کے فرمان کے مطابق جو عمل کرے اُسکو کیوں کافر
کہتے ۔ غوث پاک تو فرماتے ہیں جو میرا نام پکارے اس کی سختی دور ہو جاتی ہے یہ لوگ تو
اسباب کو کفر جانتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ پس پردہ حضرت غوث پاک کو بھی بُرا جانتے ہیں ج
بہجۃ الاسرار جس میں جناب غوث الاعظم قدس سرہٗ کے اقوالُ احوال بسند جید مذکور
ہیں ملاحظہ طلب ہے اور امام اعظمؒ کی تقلید مطابق قرآن شریف اور حدیث نبوی صلعم
کے ہر ایک پر واجب ہے اس درجہ کا کوئی عالم نہیں رہا جو اس تقلید سے مستغنی ہو ۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۵
یعنے اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو ۔ اچھوں کے ساتھ رہو ۔ اس سے صاف تقلید
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت ہے کل امت اہل سنت جماعت میں سے امام اعظمؒ
کے مساوی کوئی متقی نہیں ۔ سب کو حکم ہے کہ تم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سنگ رہو
مگر چونکہ دوسرے اماموں کے مقلد تقلید اپنے اپنے اماموں کی کر چکے تھے اور
تقلید کر کے چھوڑنی حرام ہے ۔ لہٰذا شافعی مالکی و حنبلی معذور رہے کہ ارتکاب حرام
سے بچ رہیں ۔ اور وہابی ہندوستان کے پہلے حنفی تھے ۔ ان لوگوں نے مذہب
حنفی کو ترک کیا ۔ تو یہ لوگ بموجب حکم مذہب حنفی کے واجب التعزیر ہوئے ۔ اگر سلطان
اسلامی ہوتا تو اُنپر تعزیر شرعی جاری کرتا ۔ اب طرفہ یہ ہے کہ دعوے کرتے ہیں

کہ ہمارے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ہے ۔ معاذ اللہ بالکل حرام ہے ۔ شامی میں لکھا
ہے کہ اصح مذہب یہی ہے کہ رائے مقتدی کی معتبر ہے اگر مقتدی کو خیال ہے کہ
امام مخالف مذہب والا ہے اور رعایت میرے مذہب کی نہیں کرتا ۔ تو اقتداء
اُس کے پیچھے ناجائز ہے ۔ یہ بات خیال میں رہے کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ نسبت
مخالف مذہب شافعی کے ہے ۔ اور شافعیوں کا عقیدہ موافق حنفیوں کے ہوتا ہے
وہابی لوگ تو سخت مخالف عقاید و احکام میں ہیں حنفیوں سے مخالفت انکی دو طرح پر ہے
ایک عقاید میں دوم احکام میں عقاید میں وہ ہے جو بالا بحوالہ تقویۃ الایمان ایضاح الحق
مذکور ہوا اور احکام فروعی میں اس طرح پر ہے کہ عورت کے ساتھ جماع کرنے سے
بلا انزال انکے نزدیک غسل فرض نہیں ہوتا ۔ دیکھو بخاری کو صفحہ ۴۳ عن ابی
بن کعبؓ قال یارسول اللہ ان جامع الرجل المراۃ فلم ینزل قال یغسل
ما مس المرأۃ منہ ثم یتوضأ و یصلی قال ابو عبد اللہ الغسل احوط
یعنے ابی بن کعب سے مروی ہے کہ اُس نے پوچھا یارسول اللہ ۔ جب مرد عورت کے
ساتھ صحبت کرے اور انزال نہ ہو ۔ آپنے فرمایا کہ جتنا بدن عورت کے ساتھ لگا
وہ دھو دے پھر وضو کر کے نماز پڑھے ۔
ابو عبد اللہ بخاری والا کہتا ہے کہ غسل کرنا اچھا ہے یعنے فرض نہیں ہے ۔
پس جب وہابی کا اعتقاد و عمل بخاری پر ہے اور بخاری والے کا یہ مذہب ہے کہ
اس حالت میں غسل فرض نہیں ہے تب حنفی انکے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتا ہے
حنفی کو کیا معلوم کہ یہ جنب ہے اور پلید ۔ اور باتفاق اُمت یہ حدیث منسوخ ہے ۔
کوئی حنفی و شافعی وغیرہ اس حدیث کا عامل نہیں ہے ۔ بخاری کو اتنا نہیں سوجھا کہ
خود قبل اسکے حدیث ابو ہریرہؓ کی روایت کر چکا ہوں ۔ اُسکے برخلاف کیوں اپنا
عندیہ ظاہر کروں ۔ اور باقی اماموں کا عمل اس حدیث پر ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا جلس بین شعبہا الاربع ثم جھدھا فقد وجب الغسل فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مرد چاروں قسمی عورت میں بیٹھے پھر اس کے ساتھ جہد کرے تو غسل واجب ہوتا ہے۔

چونکہ جاہل حنفیوں کو پہلے یہ حال وہابیوں کا معلوم نہ تھا تو شاید ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز جانتے ہونگے اب تو ساری قلعی ان کی کھل گئی حنفیوں کو لازم ہے کہ تنہا پڑھیں اور ان کے پیچھے نہ پڑھیں۔ کیونکہ اب مسئلہ واضح ہو گیا ہے۔ اور اس رسالہ دافع الفساد میں جو حوالہ دیا گیا ہے کہ اہل مکہ و مدینہ کے لوگ رفع یدین کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں **اقول** حرمین شریفین میں چاروں مذہب کے امام ہیں اور عقاید میں سب ایک ہیں۔ اختلاف فروعی کے بارہ میں سلطانی حکم ہے کہ کوئی امام کسی مذہب والے کے مخالف بات نہ کرے یعنے جس سے نماز کسی مذہب والے کی جائز نہیں ہوتی وہ بات نہ کرے۔ مثلاً بول کر کے ڈھیلے سے خشک نہ کرنا اور سر کے چہارم سے کم مسح کرنا اور فصد کرنے سے وضو نہ کرنا اور وہ دردہ سے پانی کم ہو اس سے وضو کرنا ان سب سے پرہیز کریں۔ وہابی کو حرمین شریفین کا حوالہ دینا تب درست ہوتا کہ جب کوئی وہابی ظاہر ہو کر وہاں امامت کراتا یا نماز پڑھتا مولوی نذیر حسین دہلوی کا قصہ حنفیوں کے واسطے دلیل قوی ہے کہ جب حرمین شریفین میں گیا تو گرفتار ہوا۔ جب سب عقاید باطلہ وہابیہ سے توبہ کی تو اس وقت رہا ہوا۔ پس عمل در آمد حرمین شریفین کا سب کے واسطے حکم منصف ہے جو کچھ وہاں وہابیوں کی توقیر ہے وہی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کرنی لازم ہے۔

خاتمہ میزان شعرانی صغری میں لکھا ہے فعلم مما قررناہ ان من لم یطلع علے ادلۃ الائمۃ ولا یعرف منازعہم یجب علیہ التقلید بمذہب امام

معین ولا یحصل [illegible] دلیلوں پر مطلع ہووے اور مقام نزاع کو نہ جانے اسپر واجب ہے کہ ایک امام معین کی تقلید کرے ورنہ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔ اور وہ جو وہابی نے لکھا ہے کہ مسلم الثبوت اور تحریر میں اختلاف علماء کا لکھا ہے کہ کوئی تقلید واجب کہتا ہے اور کوئی غیر واجب **اقول** یہ اختلاف نسبت علماء دین کے ہے جو سارے مذہب کتاب سنت تک ملاوے اور سورت فاتحہ سے جمیع مسایل دین کے نکال سکے۔ جیسا کہ میزان شعرانی میں عالم کی تعریف میں لکھا ہے۔ لا یکمل العالم عندنا فی مقام العلم حتی یرد کل قول فی مذاہب المجتہدین الی الکتاب والسنۃ ولا یبقی عندہ تنازع فی قول منہا وھذا لا یخرج عن العامیۃ و یستحق التلقیب بالعالم وھو اول مرتبۃ تکون العالم ثم یترقی الی ان یصیر یخرج جمیع احکام القرآن من الفاتحۃ لانہا ھی الام فاذا قراھا فی صلاتہ کان لہ ثواب من قرء القرآن کلہ ثم یترقی من ذالک الی ان یصیر یخرج جمیع مذاہب الشریعۃ واقوال علمائہا من ای حرف شاء من حروف الہجاء قال وھذا ھو العالم الکامل مثل ائمۃ الامۃ۔

یعنے ہمارے یہاں عالم کامل نہیں ہوتا علم میں حتی کہ راجع کرے ہر ایک قول کو اماموں کے مذہب میں طرف کتاب سنت کی اور اس کے نزدیک کوئی تنازع کسی بات میں نہ رہے اور اس درجہ میں وہ عامیت سے نکلے گا اور مستحق لقب عالم کا ہوگا یہ اول مرتبہ ہے کہ عالم کے واسطے ہوتا ہے پھر ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے احکام قرآن کے سورہ فاتحہ سے نکال لے کیونکہ یہ سورہ ماں ہے۔ پس جب ایسا شخص سورہ فاتحہ نماز میں پڑھے گا تو اس کو ثواب اتنا ملے گا کہ جتنا کسی نے سارا قرآن شریف پڑھا۔ پھر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ سارے مذہب شریعت کے جس حرف سے

حروف تہجی سے چاہیے نکال لے۔ یہ عالم کامل ہے۔ صفحہ ۹۴ میزان صغری لشعرانی رحمۃ اللہ علیہ +

یہ وہابی لوگ عامی ہیں صدہا سال سے ایسا عالم جس کی تعریف ہو چکی ہے مفقود ہو گیا ہے۔ لہذا جملہ عالم عامی ہے۔ اور عامی کو تقلید مذہب امام معین کی واجب ہے ورنہ خود گمراہ ہوگا۔ اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔ اس کے مصداق بھی یہی لامذہب لوگ ہیں + اعاذنا اللہ تعالیٰ من شر الوسواس الخناس +

تنبیہ

عہد نامہ علماء فریقین حنفی و وہابی کا جو دہلی میں چھپا ہے۔ اسمیں مسایل کے رو سے بڑی غلطی ہے جیسا کہ بحوالہ شامی و فتاوی عالمگیر یہ مذکور ہوا۔ وہ دینی سند نہیں ہے

(معانی آثار طحاوی) صفحہ ۱۳۲ (باب عدم رفع یدین)

عن البراء ابن عازب قال كان النبي صلعم اذا كبر لافتتاح الصلوٰة

يرفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه ثم لا يعود۔

یہی حدیث مرفوع تین سند کے ساتھ براء ابن عازب سے مروی ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عن النبی صلعم انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود۔ خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نماز میں نہیں فرماتے تھے۔ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ وائل حدیث بیان کرتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے۔ ابراہیم غضب میں آئے اور کہا کہ وائل نے ایک دفعہ دیکھا ہے اور عبد اللہ نے پچاس دفعہ۔ کلیب نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور مجاہد نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے +

ہدایت

امام شافعی اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کے (اذا صح الحدیث فهو مذهبي) کے یہ معنے ہیں کہ جہاں میری روایت نہ ہو اور وہاں تم میرا مذہب معلوم کرنا چاہو تو حدیث صحیح میرا مذہب ہے جیسا کہ سب کتابوں فقہ میں ہے کہ جہاں امام صاحب کا قول نہ ہو وہاں حدیث پر عمل کرتے ہیں +

باعث تالیف رسالہ ہذا

لاہور محلہ چنگڑاں واقع بیروں دروازہ موری میں اہل محلہ نے امام کو مسجد سے نکال دیا۔ اس نے نالش کی کہ مجھ کو ناحق نکالا ہے۔ در جواب اسکے اہل محلہ نے کہا کہ یہ وہابی ہے۔ فریقین سے علماء طلب ہوئے۔ انجام کار فیصلہ ہوا کہ وہابی کے پیچھے نماز ناجایز ہے نکال دو۔ وہابیوں نے چیف کورٹ میں اپیل کیا وہ بھی خارج ہوا۔ اور فیصلہ ماتحت بحال رہا۔ وہابیوں نے اپنی سیاہی دھونے کے واسطے ایک رسالہ مسمی دافع العناد لکھا کہ حنفی کی نماز وہابی کے پیچھے جایز ہے۔ چونکہ یہ رسالہ دھوکہ تھا اور جو جو حوالہ اس نے دیا تھا سب یہی ظاہر تھا کہ کسی مخالف کے پیچھے تب نماز جایز ہے کہ جب وہ رعایت مقتدی کی کرے۔ اور مقامات اختلاف سے پرہیز کرے۔ سو وہابی لوگ مخالفت کرتے ہیں جس کے سبب لامذہب بنے۔ اور عقاید ان کے ایسے ہیں جن سے حنفیوں کے نزدیک یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں پس امامت ان کی ناجایز ہے +

ناف سے نیچے ہاتھ باندھے نمازیں

اخرج ابن ابي شيبة في مصنفه عن وائل بن حجر قال رأيت رسول الله

صلے اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ۔
ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنفہ میں وائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ میں نے
دیکھا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رکھا آپ نے ہاتھ دایاں ہاتھ بائیں پر
نماز میں نیچے ناف کے ٭

اور رزین نے ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے۔ ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ واینبغیہما تحت السرۃ تیسیر
الوصول ترجمہ، تحقیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سنت نبوی ہے رکھنا
ہتھیلی کا ہتھیلی پر نماز میں اور رکھنے دونوں کو ناف کے نیچے۔ (تیسیر الوصول)
خیال رہے کہ لفظ سنت کا دلالت کرتا ہے مواظبت فعل پر ٭
اگر کسی نے روایت اس کے برخلاف کی ہے وہ محمول ہے بر ترک احیانا کیونکہ
سنیت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ثابت ہوتی ہے ٭

قراءت فاتحہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے

صحیح مسلم میں عبداللہ بن سائب سے مروی ہے قال صلی لنا رسول اللہ
صلعم الصبح بمکۃ فاستفتح سورۃ المؤمنین کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ہم کو نماز صبح کی پڑھائی ہے اور سورت مومنین کو (قد افلح المؤمنون)
شروع کیا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ استفتاح نماز میں سورۃ مومنین سے
ساتھ ہوا اور فاتحہ ترک کر دی ٭

فاتحہ مقتدی کو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے

معانی آثار میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ
قراءۃ ترجمہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا امام ہو سو قراءۃ
امام کی قراءت اس کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قری القرآن فاستمعوا
لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے
تو تم سنو اور چپ رہو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جاوے ٭ پس ثابت ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا
نماز میں فرض نہیں۔ اور مقتدی کو فاتحہ پڑھنا ترک واجب ہے یعنے مکروہ تحریمی۔ اور ناجائز ہے

(آمین آہستہ کہنی سنت ہے)

معانی آثار طحاوی میں ہے عن ابی وائل قال کان عمرؓ و علیؓ لا یجہران ببسم
اللہ الرحمٰن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔ ابو وائل سے مروی ہے کہ
کہا اس نے کہ حضرت عمرؓ و علیؓ ساتھ بسم اللہ کے جہر نہیں کرتے تھے اور نہ اعوذ
باللہ کے ساتھ اور نہ آمین کے ساتھ۔ جہر و اسرار میں اتنا فرق ہے کہ جہر بلند
آواز اتنا ہو کہ بہت سنیں اور اسرار وہ ہے کہ تو دقاری سنے یا قریب جوار والا
ایک آدمی تک۔ اور حدیث جہر والی کوئی ایسی نہیں جس سے جہر آمین ثابت ہو۔
ترمذی میں ہے کہ وائل بن حجر نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ اس نے
کہا کہ کان رسول اللہ صلعم اذا قرأ ولا الضالین قال آمین وخفض
بہا صوتہ یعنے حضرت صلعم نے آمین آہستہ کہی۔ اس سند میں شعبہ ہے جو حدیث
میں امیر المومنین ہے۔ اور دارقطنی نے وائل بن حجر سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے جب ولا الضالین پڑھا قال آمین واخفی بہا صوتہ یعنے حضرت
صلعم نے آمین آہستہ فرمائی۔ محدثوں کا صرف ادعا ہے کہ بخاری وغیرہ کہتے ہیں کہ
آمین بلند کہنی سنت ہے۔ یہ دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث کے مخالف ہے ٭

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرجوعہ ۱۱ نقل فتویٰ مدخلہ مولوی غلام قادر مدعا علیہ شمولہ
مثل ۱۰ اجلاس منشی رامداس صاحب تحصیلدار بھیرہ

فیصلہ ۲۱ - اگست ۱۸۶۷ء

بمقدمہ حمد الدین و چراغ الدین سکنائے بھیرہ مدعیان - بنام
مولوی غلام نبی و مولوی غلام قادر و مولوی غلام رسول مدعا علیہم

(علت دفعہ (۵۰۴) تعزیرات ہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
اما بعد۔ پس بتاریخ ۲۵ و ۲۶ جمادی الاخری یوم یکشنبہ و دوشنبہ باتفاق علمائے
و اراکین بلدہ بھیرہ در جامع مسجد بیرونی برائے تصفیہ و تنقیہ مابین وہابیان و سنیان
مجمع عام شد۔ چنانچہ ہر دو فریقین باہم مباحثہ و مناظرہ کردند۔ فریق سنی - حضرت جناب
مولوی غلام نبی للّٰہ والا - مولوی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن بیربل - حافظ لال شاہ
پشاوری سید نوری - و مولوی رحیم بخش صاحب - مولوی عبد العزیز صاحبزادہ
سیکھے والا - مولوی غلام قادر سکنہ بھیرہ - و مولوی غلام رسول ساکن چاوہ و بھیرہ
فریق وہابی نور الدین و چراغ الدین آہنگر - احمد الدین پراچہ وغیرہ ❖

اتباع اوشان بقدر چہل پنجاہ کس۔ و وہابیان مذکور در مسئلہ انظرنا یا رسول الثقلین
و اغثنا یا غوث الثقلین و امکان وجود نظیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ و تقویۃ الایمان
کہ دران کتاب ہتک شان نبی کریم است و نبی صلعم را بیچارہ نسبت کردہ۔ و رفع یدین
و جہر آمین مباحثہ کردہ استمداد و استعانات از اولیا و انبیا را انکار کردند۔ و امکان مثل
رسول کریم اولاً انکار کردہ بعدہ قائل شدند و تقویۃ الایمان را انکار کردند۔ و در مسئلہ
ہر مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے قائل شدند۔ و گفتند کہ تقویۃ الایمان
را انکار نمی کنیم۔ و رسول کریم و اولیا را کہ نسبت بیچارہ کردہ مسلم داشتہ در تاویل رکیک
شدند۔ چونکہ این مسئلہ مکروہ تر و قبیح و مخالف اہل سنت و جماعت است۔ و این مسئلہ تقویۃ الایمان
مخالف آیات عظام إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ و قائل این مسئلہ خارج از دائرہ ایمان و اسلام است و علامات
ظاہرہ وہابیہ این فرقہ درین دیار رفع یدین و جہر آمین و قراءت فاتحہ یعنی سورہ الحمد
خلف امام اند۔ لہذا جمیع اہل اسلام اہل سنت و جماعت را اندارے عام و بشارت تام
دادہ میشود کہ بموجب احادیث نبویہ اختلاط و مشارکت با اتباع این فرقہ ہرگز نکنند و دور
و نزدیک را اشاعت و اذاعت این خبر تا بالکل نکاح نکنند و بموجب آیات
و احادیث نبویہ پرہیز بر خود واجب داشتہ چنان نشوند کہ نشست و خاست با کدام کس
ہمراہ اوشان مجالس ہم جوالس و ہم صلوٰۃ و ہم جنازہ و ہم نوالہ و ہم پیالہ باشد عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت
بنو اسرائیل فی المعاصی نہتہم علماؤہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی مجالسہم
وآکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض ولعنہم علی لسان
داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون ۔ رواہ الترمذی

مشکوٰۃ شریف۔ مگر آنکہ علامات واضح ایں فرقہ عدم تقلید امام معین یعنے امام اعظم علیہ الرحمۃ و رفع یدین۔ و جہر آمین و قرأت فاتحہ۔ پس امام است و لیدہ بروز سہ شنبہ باستدعائے میاں خیر محمد صاحب و غلام رسول صاحب۔ و دیگر پراچگان خورد و کلان و استصواب ارکان خواجگان و اکثر علمائے مساجد بہیرہ و دیگر اراکین پیران وغیرہ در مسجد محلہ پراچگان محاذی مزار و مرقد میران صاحب مرحوم اتفاق جلسہ علماء شد۔ چنانچہ ایں مسایل و واقعات علی رؤس الاشہاد تقریر کردہ شد۔ و ہمہ قبول کردند و دعائے خیر شد کہ با فرقہ ضالہ کدام کس مخالطت و مشارکت نخواہد کرد۔ و در معرکہ مباحثہ اول روز تحصیلدار صاحب۔ و تھانہ دار صاحب + و بروز دوم تھانہ دار صاحب معہ سپاہیان و کنسٹبلاں حاضر بودند۔ ایں اشتہار عام و اعلان برائے عوام نمودہ شد۔

العبد
فقیر غلام نبی محمدی احمدی
عفی عنہ

العبد
خلاتقف بعید الذکری
مع القوم الظالمین فقیر
غلام مرتضے عفی عنہ

العبد
غلام رسول چودری
ہکذا الحکم

العبد
حافظ سید لال شاہ
پشاوری تلمیذ حافظ صاحب
مرحوم پشاوری

العبد
غلام قادر عفی عنہ

العبد
محمد دین

العبد
فقیر عبد العزیز بگوئی
عفی عنہ بمنہ و کرمہ

العبد
ما فی المکتوب منظور
و مقبول فقیر
عبد الرحیم

العبد
گل احمد ساکنہ
چک رام داس

العبد
ہذا التحریر صحیح

العبد
عبد الحکیم

العبد
خدا بخش قوم آوان

خیر محمد پراچہ

العبد
بندہ غلام رسول امام
مسجد دروازہ جنوبی

العبد
شیخ احمد امام مسجد
شیخان

العبد
پیر رکن عالم شاہ قریشی

العبد
عبد اللہ شاہ

مدخلہ غلام قادر
شامل مثل رہے
دستخط رام داس تحصیلدار

ترجمہ فیصلہ چیفکورٹ مصدرہ

۲ دسمبر ۱۸۷۵ء صیغہ نگرانی نمبر ۲۷۲ ۱۸۷۵ء فوجداری۔ طلب شدہ بموجب دفعہ (۲۹۴) مجموعہ ضابطہ فوجداری)۔

باجلاس چارلس بولنوز صاحب بہادر۔ سی آرلیٹ ڈزی صاحب بہادر، محکام غلام قادر۔ و غلام رسول۔ و غلام نبی۔ و خیر محمد و غلام رسول ملزمان سائلان بنام سرکار معرفت چراغ الدین و احمد الدین رسپانڈنٹ جرم دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند۔ سزا نسبت ملزم ۱ مبلغ یک صد روپیہ عہ للعہ جرمانہ نسبت ملزم ۳ و ۴ و ۵ مبلغ ... روپیہ جرمانہ در صورت عدم ادائے جرمانہ ایک ایک ماہ قید سخت + درخواست نگرانی حسب دفعہ ۲۹۷۔ ایکٹ دس ۱۸۷۲ء۔ بابت حکم صاحب سیشن جج قسمت راولپنڈی مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۷۵ء جس کے رو سے حکم صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات مورخہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۷۵ء ترمیم ہو کر قید سخت کی بجائے قید محض ہو گئی۔ سائلان کی جانب سے مسٹر سنایلہ صاحب۔ اور رسپانڈنٹ کی طرف سے بابو کالی پرشو رائے حاضر ہیں۔ بموجب مضمون مجوزہ

مذکور کے۔ اس مقدمہ میں کوئی ازالہ حیثیت عرفی ثابت نہیں۔ فتویٰ جیسا کہ بیہ کہا جاتا ہے جائز ہے تو۔ اس سے ازالہ حیثیت عرفی ہو۔ وہ الفاظ جن کا بیان بابو کالی پرشنو رائے نے کیا ہے کہ دعا علیہم نے بیرون دروازہ مسجد کے مستعمل کئے تھے۔ جن سے انہوں نے گاؤں کے حجاموں و دیگر گاؤں والوں کی توجہ اس طرف کرائی تھی کہ وہ مستغیث کی حجامت نکریں اور انکو پانی و دیگر ضروریات نہ دیں پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ آیا ہم حکام کو اب انکے ثابت کرنے کی اجازت دینی چاہیئے کہ نہیں۔ اس مقدمہ میں اصلی دریافت طلب امر ہے۔ ہماری دانست میں یہ اجازت نہ دینی چاہیئے۔ جس روز تجویز ظہور میں آئی مستغیثان نے فتویٰ پر حصر رکھا۔ اُن کے گواہاں کو پکارا جاسکتا تھا۔ لیکن اُن کو آواز نہیں دی گئی تھی۔ کیونکہ وہ حاضر نہیں تھے۔ یہ امر پایا نہیں جاتا کہ مستغیثوں نے درخواست واسطے التواء کے واسطے طلبی گواہاں کے کی تھی۔ اندریں حالات ہم احکامات کو منسوخ کرنے کے لئے اور حکم دینے کے لئے مجبور ہیں۔ کہ اگر جرمانہ وصول ہو گیا تو واپس کیا جاوے +

دستخط

چارلس پولاوز۔ سی آرلینڈزی۔ مورخہ۔ ۲ دسمبر ۱۸۷۵ء

چونکہ مدعیاں نے اس مقدمہ میں پہلی دفعہ (۵۰۴) تعزیرات ہند میں نالش کی تھی اور وہ حکم چیف کورٹ نے منسوخ کرکے ہدایت کی کہ اگر استغاثہ دفعہ (۵۰۰) میں مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاں کریں تو دیکھا جاویگا۔ پھر مدعیاں نے دفعہ (۵۰۰) میں استغاثہ دائر کیا اور حکام ماتحت نے اس اشارہ کو منصوص سمجھکر جرمانہ بحال کیا۔ پھر چیف کورٹ نے بعد ملاحظہ فتویٰ کے قطعی حکم دیا کہ اُن پر کسی طرح کا جرم اس فتوے سے ثابت نہیں ہو سکتا گو ازالہ حیثیت عرفی کا ہو +

تھے اُسکو تیر کا دھوکہ ہوا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے رحم اللہ احمد۔ خدا رحم کرے احمد پر جنہوں نے اس کرتے میں خدا کے رستہ میں کوڑے کھائے +

خلیفہ معتصم باللہ اسی مذہب پر زیادہ بھی ایسا ہی کرتا رہا۔ واثق باللہ کے سامنے ایک عالم کو ہتھکڑی ڈال کر لائے کہا کہو القرآن مخلوق احمد بن داؤد ظاہری پاس بیٹھا تھا۔ اس عالم نے کہا علم رسول اللہ ووسعه ان لا یقول ولم یسعکم یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم جانتے تھے۔ اور انہوں نے یہ نہ فرمایا اور تم کو طاقت سکوت کی نہیں۔ واثق باللہ رومال منھ پر رکھ کر ہنستا ہوا اُٹھ گیا۔ اور حکم دے گیا کہ اس عالم کو پانچسو اشرفی دے کر چھوڑ دو۔ اور احمد ظاہری کو دور کر دو کہ پھر نہ آوے۔ اسی طرح یہ بات نپٹ ہوئی۔ بعدہ ابن قیم ابن حزم ابن تیمیہ۔ حتی المقدور یہ باطل عقیدہ پھیلاتے رہے۔ جب عثمانی سلطنت قایم ہوئی اور اس فرقہ کا حال معلوم ہوا تو علمائے اہل سنت نے امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع کو ذلیل کیا اور انکی کتب کو جلا دیا۔ تب سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ مگر ہندوستان میں بباعث آزادی کے یہ فساد فی الدین روز بروز ترقی پر رہا۔ اب جتنے احکام شرعیہ متعلق بامام ہیں انکو یہ خود جاری کرتے ہیں جیسے مسئلہ مفقود الخبر کا کہ اس کی زوجہ کیا کرے اس کی موت کا حکم کون دے۔ اور مسئلہ خیار البلوغ کا جس لڑکی کا صغر سنی میں سوائے باپ دادا کے کوئی اور جیسے چچا یا نانی یا بھائی وغیرہ نکاح کر دیوے اور وقت بلوغ کے اسکو نامنظور ہو تو اسکو فسخ کا اختیار ہے بشرط قضاء قاضی۔ یہ سب مسائل شرعیہ جاری کر لیتے ہیں۔ جمعہ بغیر اذن امام و قاضی کے فرض و واجب کر لیتے ہیں +

دوسرا اصل رسالت ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عند اہل السنۃ والجماعت سب معصوم ہیں یعنی پاک از قوت معاصی یعنی انکے اندر خدا تعالیٰ نے معاصی کی قوت نہیں رکھی یہ فرقہ سب کو خاطی اور عاصی مثل دیگر عوام کے جانتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ

خوارج دو قسم ہیں۔ ایک خوارج شام دوم خوارج عراق + ایک فریق حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو کافر جانتا ہے دوسرا فریق فاسق جانتا ہے۔ ان کی زبان پر جاری
ہے لا حکم الا للہ۔ فرقہ ظاہریہ جامع ان فرق کا ہے۔ جب امامت کے منکر
ہوئے تو تقلید کے بھی منکر ہوئے۔ سب احکام بطور خود جاری کر لیتے ہیں اُن کے
نزدیک امامت شرط نہیں۔ جمعہ اور عید اور استسقا اور کسوف کی نماز میں امامت شرط
نہیں کرتے۔ حدود شرعیہ مثل حد خمر حد سرقہ حد زنا حد قذف محصنات میں بڑے حیران
ہیں کہ یہ حدود کس طرح جاری کئے جاویں۔ کسیکو اقتدار نہیں کہ کسی مجرم کو دُرے لگاوے
قتل کرے۔ یہ حدود شرعیہ بھی ان کے نزدیک یکلخت مرفوع الحکم ہوگئے +

دین میں تین اصول ہیں۔ الٰہیات۔ رسالت۔ امامت + الٰہیات میں
یعنے خدا تعالیٰ کے صفات میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ صفات الٰہیہ کی ظاہر پر محمول کرتے
ہیں جیسے صفات بشریہ۔ یعنے استواء علی العرش کے معنے نشست بر عرش کرتے ہیں
جیسے بادشاہ تخت پر جلوس فرماتا ہے۔ اور نزول رب بعد از نیم شب بر آسمان دنیا کو
ظاہر حرکت پر حمل کرتے ہیں۔ اسیواسطے یہ سب مشبہ و مجسمہ ہیں۔ خدا کو جسم کہتے ہیں۔
مثل اجسام مخلوق کے جیسا کہ ابن تیمیہ کا رسالہ اس بات پر شاہد ہے جس کا ترجمہ
غلام علی امرتسری نے کیا۔ اور کلام الٰہی نفسی کے منکر ہیں فقط کلام لفظی مخلوق کے
قائل ہیں۔ اس مسئلہ میں متفق بہ معتزلہ ہیں۔ اس مسئلہ میں جب ان کا زور ہوا۔ تو مامون رشید
کو سمجھا دیا۔ اُس نے بہت علماء کو تکلیف دی۔ امام احمد حنبل رح کو ہزار دُرے لگائے
جیسے چوروں کو ٹکٹکی سے باندھکر لگاتے ہیں۔ اس اثنا میں اُن کا ازار بند ٹوٹ گیا
اُنھوں نے آسمان کی طرف رخ کر کے کوئی اسم پڑھا۔ غیب سے ہاتھ نمودار ہوئے۔
اُنھوں نے ازار بند باندھا۔ یہ کرامت دیکھکر بھی جلاد باز نہ آیا۔ امام احمد حنبل رح اسی
بیماری میں مرگئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جس کرتے ہیں امام احمد حنبل کو دُرے لگے

یہ بیان اسلام ۳/۱۱ کتب ہیں ۱۳۰۵ ہیں بھی ہے

نے ان کو مصطفےٰ اور مجتبےٰ فرمایا ہے در برگزیدہ از ہمہ خلق ابر گزیدہ وہی ہوتا ہے جو معصوم
ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ فرمایا
اور سارے انبیا کو مصطفےٰ فرمایا ان اللہ اصطفےٰ ادم و نوحا و ابراھیم
ولم نجد لہ عزما۔ ان کی خطا خطا فی الاجتہاد ہوئی اور خطا فی الاجتہاد کا بھی ایک
ثواب ہے۔ اور صواب فی الاجتہاد کے دو ثواب۔ اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ
آلہٖ وسلم نے فرمایا المجتہد قد یخطی و قد یصیب ان اصاب فلہ اجران و
ان اخطا فلہ اجر یعنے مجتہد کبھی مطلب کو پہونچتا ہے کبھی مطلب کو نہیں پہنچتا
اگر پہونچگیا تو اس کو دو ثواب ہیں ورنہ ایک ثواب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔
المجتہد مصیب۔ اور یہ حضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے ساتھ بڑی بے ادبی کرتے
ہیں اور کہتے ہیں ہمارے بھائی ہیں انما المومنون اخوۃ سب مومن بھائی ہیں
اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ
امھاتھم یعنے نبی صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم امتوں کے ساتھ محبت و پیار کرنیوالا ہر
انکے نفسوں سے زیادہ قریب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات
مومنوں کی مائیں ہیں۔ جب حضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم بھائی ہوتے تو ان کی بیویوں
کے ساتھ نکاح جائز ہوتا۔ سو وہ اللہ تعالیٰ حرام کرتا ہے لقد کان لکم فی رسول
اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم میں ہر ایک ایسی نیک وصف ہے کہ اس کا اقتدا ہر مومن پر فرض ہے۔ اس سے
عصمت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ جب خصائل حسنہ جنکی
اقتدا کا سب کو حکم ہے تو وہ موصوف۔ یعنے حضرت صلے اللہ علیہ آلہ سب عیبوں سے
پاک سراپا بجمیع خصائل مقتدا ہیں۔

تیسرا اصل امامت ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول

واولی الامر منکم یعنے تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول مرسل کی اور
صاحبان امر معروف کی کیونکہ امر بمعنے امر معروف و نہی عن المنکر ہے اصحاب کبار۔
اللہ تعالیٰ نے تامرون بالمعروف فرمایا۔ یعنے تم حکم کرتے ہو ساتھ کام دین کے جو
دین کا امر جاری کرے وہ اولی الامر ہے۔ اب یہ اجراء امر دین ہر کسی کا کام نہیں ہے
اللہ تعالیٰ سب کو خطاب کرتا ہے اور فرماتا ہے السارق والسارقہ فاقطعوا
ایدیھما یعنے مرد چور یا عورت چور کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ اور جو شخص مومنات
محصنات کو عیب لگادو گالیاں دیوے اسکو اسی دُرّے لگاؤ۔ جو شراب پیوے
مست ہو جاوے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے اس کے
واسطے اسی دُرّے کا حکم کیا۔ ورنہ قرآن شریف میں اس کی حد مذکور نہیں۔ سب صحابہؓ
نے مشورہ کیا کہ خمر کی حد کیا چاہیئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب
شارب الخمر خمر پیویگا تو مسلمانوں کو اور مومنات کو بکواس کرے گا۔ اسکو بکواس کی
سزا چاہیئے سو اس کی سزا اسی دُرّے ہے۔ سب اصحاب کا اتفاق ہو گیا۔ یہ حکم
قرآن شریف میں مخفی تھا۔ صحابہؓ خلفائے راشدین نے بہ نور اجتہاد ظاہر کر دیا۔ یہ
بھی حکم خدا ہی کا ہے۔ خوارج اس حکم کو کفر جانتے ہیں کیونکہ لا حکم الا للہ ان کا تکیہ
کلام ہے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سلب ہوتی ہے
کہ انکے بارے میں کوئی کلام الٰہی نہیں آیا۔ ان کے نزدیک یہ بھی بدعت ہے قرآن شریف
جمع کرنے کا حکم نہیں کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مبتدع قرار پائے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم کوئی نہیں
آیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزیدیوں کے ساتھ جنگ کا حکم کوئی نہیں تھا
غرضیکہ ان کے نزدیک تقلید امام اعظم اور خلفائے راشدین کی تقلید کا کوئی حکم نہیں آیا۔
یہ سب بدعات ہیں الجواب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یجتمع امتی

علی الضلالۃ میری امت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون
الرسول علیکم شھیدا ہم نے تم کو اچھا بنایا تاکہ تم لوگوں پر شاہد ہو۔ اور
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا شاہد ہے۔ اصل میں حاکم شاہد ہوتا ہے۔
اور امیر حکم کو جاری کرنے والا۔ جب سب مسلمان متفق ہو کر شہادت دیویں کہ یہ
بات ایسی ہے یا یہ شخص ایسا ہے تو ان کی شہادت پر عمل کرنا فرض ہے۔ جب سب نے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر شہادت دی۔ اور علیٰ ہذا
حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت پر شہادت دی کہ یہ لائق
امامت و خلافت کے ہیں تو سب پر ان کی اطاعت و تسلیم امامت فرض ہوئی۔ ایسی
فرض کا منکر منکر قرآن شریف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باتفاق اہل شہادت
ہر مسئلہ میں اتقیٰ اور اعلم مسلم ہوئے۔ سب نے ان کو امام اعظم مسلم کیا۔ اجماع امت
کا اسبات پر ہوا کہ افضل و اعلم اتقی ائمہ مجتہدین امام ابو حنیفہ ہیں۔ بعدہ امام شافعیؒ
بعدہ امام مالکؒ بعدہ امام احمد حنبلؒ۔ ان چاروں مجتہدین کے برابر کوئی نہ ہوا
کیونکہ یہ طبقہ فقہاء کا اول ہے۔ دوم مجتہدین فی المذہب جیسے امام ابو یوسفؒ
امام محمدؒ امام زفر اور تیسرا مجتہد فی المسئلہ پھر اصحاب تخریج پھر اصحاب الترجیح پھر
اصحاب التصحیح۔ ساتواں طبقہ اصحاب التالیف جنکو تمیز یمین و شمال کی نہیں۔
اصحاب التخریج جیسے امام طحاویؒ اصحاب الترجیح جیسے برہان الدین صاحب ہدایہ
اصحاب التصحیح جیسے اصحاب متون صاحب کنز وغیرہ اور اصحاب تالیف جیسے شارحین
متاخرین اور صاحب حواشی۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی مسئلہ
ایجاد کرے۔ مجتہدین مستنبطین احکام ہیں یعنے حکم مخفی کی انہوں نے تصریح کر دی
نہ کہ ایجاد کیا۔ خوارج کا بڑا اعتراض ہے کہ قیاس فی الدین کفر ہے۔ اور اول

قیاس مقابلہ نص کے ابلیس نے کیا۔ جواب یہ ہے۔ قیاس عقلی مقابل نص صریح کفر ہے اور یہ استنباط حکم شرعی از آیۃ و حدیث بموجب آیۃ وَالَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ من القول عین حکم شرعی ہے۔ یہاں مثال قیاس ابلیس کی لاتی کفر ہے۔ یہ قیاس شرعی مثبت نہیں مظہر ہے یعنے حکم مخفی کو ظاہر کرتا ہے اپنی طرف سے کوئی نیا حکم ثابت نہیں کرتا تاکہ خوارج کو لا حکم الا للہ کہنے کا موقع ملے غرضیکہ حکم امام ابوحنیفہ کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جس طرح ایک آیۃ کا منکر بھی منکر قرآن ہے یعنے اس شخص کی یہی بات ہے جو سارے قرآن کا منکر ہو۔ اسی طرح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے ایک قول و فعل کا منکر بھی منکر آنحضرت صلعم و صحابہ کرام رضی ہے۔ ایسا ہی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک مسئلہ کا منکر بھی منکر امام صاحب ہے اور منکر امام صاحب منکر خدا و رسول ہے کسی مجتہد کی تقلید کر کے پھر جانا اسکو رد کرتا ہے ارتداد فی الدین ہے اور عمل ملفق بالاجماع باطل و مردود ہے۔

افضل التابعین مہاجرو انصار کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور باقی اس درجہ کو نہیں پہونچے۔ قرآن شریف میں سابقین مقربین کا درجہ سب مومنین سے اول ابرار و اصحاب یمین سے مقدم ہے۔ سابق و مقرب امام ہی کو کہتے ہیں۔ وہی مقرب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون۔ اولیاء اللہ پر نہ خوف آئیگا کسی بات کا نہ غم فوت شدہ کا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کیا باتفاق آئمہ مجتہدین ثلاثہ رحمۃ امام اعظم بعد صحابہ کے اتقا است ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنے اسے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ تقویٰ کرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اس آیۃ سے اتباع امام

امام اعظم کی فرضیت ثابت ہوئی۔ صادقین صیغہ جمع اس واسطے فرمایا۔ جب جماعت کے خصائل ایک شخص میں ہوں تو اسکو تعبیر بصیغہ جمع کرتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا ان ابراھیم کان امۃ۔ ابراہیم علیہ السلام سب انبیاء کا مجموعہ ہیں۔ صدیق اکبر کو فرمایا۔ ولا یأتل اولوا الفضل منکم و السعۃ کہا یعنی صاحبان فضل فی الدین اور صاحبان مال کہ دیویں فقیروں کو اور مساکین کو۔ کیا تم نہیں دوست رکھتے کہ بخشے اللہ تعالیٰ تم کو۔ اس آیت شریفہ میں اولی الفضل سے صدیق اکبر مراد ہیں باتفاق اہل تفاسیر و محدثین۔ اسی طرح والذین اتبعوھم باحسان بصیغہ جمع میں مراد واحد ہیں۔ جب سابقین مہاجرو انصار اور انکے تابعین بالاحسان سے خدا راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔ رضا بالعقاید والاعمال ہوتی ہے تو انکے عقاید و اعمال موجب رضائے رب الارباب ہوئی۔ شیخ محی الدین لکھتے ہیں کہ جو شخص مہاجرو انصار کے قدم پر ہو۔ وہ قیامت تک تابعین باحسان کے زمرے میں داخل ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن و فقہ میں تربیت یافتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اصحاب کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم قرآن و حکمت کی کردی اور دوسروں کو جو ابتک اسنے نہیں ملے اب ملیں گے۔ جب یہ آیۃ نازل ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانے پکڑ کر جنبش دیکے فرمایا لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو ایک فارس کا مرد لیتا۔ اس حدیث میں سلمان مراد نہیں کہ سلمان تو صحابی ہیں اور یہ شخص ابھی تک صحابہ میں نہیں تھا صحابہ میں لاحق ہونے والا ہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ ہے۔ سب شافعی بھی اس حدیث سے مراد امام اعظم لیتے ہیں۔ تو جو شخص انکے قدم پر نہ چلے وہ تارک نجات

کسی نے آپ سے حضرت علی اور امیر معاویہ کا حال پوچھا فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ مقدم کروں خدا کی معرفت پر کوئی چیز جو پوچھے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے اور اگر میں چپ رہوں تو اللہ مجھ سے نہ پوچھے گا۔ بلکہ پوچھے گا تو اس سے کہ کیوں مجھ کو خطاب کیا تو یہی شغل اچھا ہے۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا اگر تم اس علم سے عمل کی غرض نہ رکھو گے تو خدا کی مدد نہ ملے گی +

اور فرمایا کرتے تعجب ہے اُن لوگوں سے جو گمان سے باتیں کرتے ہیں اور پھر اُس ظن پر عمل کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (ترجمہ) اور تو نہ چل پیچھے اُس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں فایدہ یہ ظن اور گمان اُن باتوں میں ناجایز ہے جو مستند بآیت و حدیث نہ ہوں یعنے نہ خود مجتہد ہو اور نہ مجتہدوں کے مقلد ہوں کیونکہ رائے مجتہد کی مستند حدیث معاذ ابن جبل کے واجب العمل ہے کہ جب معاذ ابن جبل کو حضرت نے یمن کی طرف قاضی کرکے بھیجا تو رخصت کے وقت اُس کو فرمایا تو کس طرح حکم کرے گا۔ اُس نے کہا بکتاب اللہ۔ آپنے فرمایا اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو پھر کس طرح اُس نے عرض کیا بسنت رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اگر سنت میں بھی نہ ہو تو اُسنے عرض کیا اَجْتَهِدُ بِرَاْيِي حضرت نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰى رَسُوْلَ رَسُوْلِهٖ۔ شکر ہے اللہ کا جس نے اپنے رسول کے رسول کو ہدایت کی یعنی اجتہاد دیا۔ سِر اس میں یہ ہے کہ اجتہاد مجتہد کا مظہر حکم الٰہی خفی کا ہے نہ مثبت حکم جدید کا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں جس پر عمل کیا جاوے + خوارج اس بات کو نہ سمجھے اُنہوں نے حکم کو صریح حکم پر منحصر رکھا جس کے سبب وہ تقلید مجتہد کے منکر ہوئے۔ یہ نہ سمجھے کہ تقلید حکم مجتہد تقلید حکم الٰہی ہے۔ اور فرمایا جو شخص علم بغرض دنیا پڑھے علم اُس کے دل میں نہیں

ہے۔ اور جتنے اولیاء و اقطاب و سلاطین اسلامیہ گذرے ہیں اور اب موجود ہیں قیامت تک تابع امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں +

کتاب خیرات الحسان صفحہ ۴۹ میں ہے امام صاحب نے فرمایا۔ رَاَيْتُ الْمَعَاصِيَ ذِلَّةً فَتَرَكْتُهَا مُرُوَّةً فَصَارَتْ دِيَانَةً۔ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ الْعِلْمُ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (ترجمہ) میں نے گناہوں کو ذلت دیکھا۔ اُن کا چھوڑنا آبرو ہے۔ پس ہوگئے دینداری یعنے جب عاصی تائب ہوتا ہے تو وہ گناہ نیکیاں بنجاتے ہیں اور علم جس کو محرمات سے نہ بچاوے تو وہ زیانکار ہے۔ یعنے اُس کا علم جو سرمایہ دین کا تھا تلف ہوگیا۔ پختہ ارادہ کرنا۔ علایق کے توڑنے میں اس طرح کہ قدر حاجت سے زیادتی کا طالب نہ ہو اُسکو علم فقہ پیدا کردیتا ہے۔ اور اگر علماء دنیا و آخرت میں اولیاء نہیں تو خدا کا ولی کوئی نہیں۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ط یعنے متقی لوگ ہی خدا کے اولیاء ہیں۔

ایک دن صبح کے وقت چند مسایل میں فتویٰ دیا کسی نے کہا اس وقت ذکر کے بغیر کلام نہ چاہیئے۔ فرمایا ذکر حلال و حرام سے زیادہ کوئی ذکر نہیں + ہم خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں اور لوگو نکو اُن کے گناہوں سے ڈراتے ہیں۔ اور توشہ دان جب توشہ سے خالی ہوجاتا ہے تو صاحب توشہ تلف ہوجاتا ہے۔ کوئی طالب العلم سفارشی رقعہ لایا کہ مجھ کو تعلیم کرو۔ فرمایا کہ اللہ نے علماء سے پکا عہد لے لیا کہ علم نہ چھپاویں اور اُنکو ظاہر کریں رقعہ کی کیا حاجت تھی۔ اور عالم کے خواص لوگ نہیں ہوتے وہ علم پڑھاتا ہے خدا کے لئے۔ اور آپ نے کسی کو فرمایا دین کا مسئلہ ان حالات میں مجھ سے مت پوچھ چلتے ہوئے یا لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے یا سوتے ہوئے یا تکیہ لگائے ہوئے کہ ان حالات میں آدمی کی عقل قایم نہیں ہوتی +

ٹھیرتا اور اُس سے کوئی شخص نفع کثیر نہیں پاتا +

اور جو دین کے واسطے علم پڑھے وہ علم اُس کے دل میں ٹھیرتا ہے۔ اور اُسکو برکت ہوتی ہے اور اُس سے بہت لوگ فیضیاب ہوتے ہیں +

اور ابراہیم بن ادہم کو فرمایا کہ تجھ کو عبادت پوری نصیب ہوئی۔ پس تیرے دل میں علم ضرور چاہیئے کہ علم جزء عبادت کی ہے اور علم کے ساتھ وجود عبادت کا ہے +

اور فرمایا جو شخص علم حدیث کا طالب ہو اور علم فقہ نہ سیکھے وہ ایسا ہے۔ جیسے کوئی دوائیں جمع کرے اور اُنکے فواید کو نہ جانے تاکہ طبیب پاس آوے۔ تب دوا کا فایدہ معلوم کرے گا +

اور جب کوئی حاجت دنیا کی تیرے آگے درپیش ہو اول حاجت کو پورا کرے پھر کھانا خاطر خواہ کھا۔ کیونکہ کھانا عقل کو پھیر دیتا ہے۔ اور منیر عقل کا پیٹ کھانا ہوتا ہے کیونکہ تھوڑا کھانا عقل کو قایم کر دیتا ہے +

ایک دفعہ خلیفہ منصور عباسی نے امام صاحب کو کہا کہ آپ ہمارے پاس کیوں تشریف نہیں لاتے۔ کہا میرے پاس ایسی چیز نہیں کہ تجھ سے ڈروں اگر تو مجھ کو پاس بٹھائے گا تو مجھ کو فتنہ میں ڈالے گا۔ اور اگر تو مجھ کو دور بٹھائیگا تو رسوا کریگا

اور امیر کوفہ کو فرمایا روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا پیالہ اور پشمین کپڑے کی بہتر ہے عیش و عشرت نعمت سے جس کے اخیر میں ندامت ہو +

اور جب لوگوں میں بات کرتے تو فرماتے ایاک یعنے اپنے آپ کو بچاؤ اس بات کے کہنے سے جس کو لوگ اچھا نہ جانیں۔ مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا۔ یعنے جس کا نفس شریف ہے۔ دنیا اُسکے سامنے ذلیل ہے +

اور اپنے دوست کے واسطے گناہ مت جمع کر۔ وہ دوست تیرا نفس ہے۔

اور مال نہ جمع کر واسطے دشمن کے جو وہ تیرا وارث ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ ہر ایک گروہ اپنے عقیدہ پر خوش ہے اور فیصلہ قیامت میں ہوگا +

فائدہ قاعدہ جاریہ ہے کہ ابتداء عالم سے انتہا تک خیر و شر سعید و شقی باہم مخالفت کرتے آئے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ کے ساتھ ابلیس لعین حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ بام نافرجام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نمرود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون حضرت محمد صلعم کے ساتھ ابوجہل حضرت علی و اہلبیت نبوی کے ساتھ خوارج و بنی امیہ آئمہ مجتہدین کے ساتھ فرقہ ظاہریہ۔ وجہ یہی ہے کہ کمال میں دو وصف چاہئیں۔ ایک صبر دوسرا شکر۔ صبر بلا پر اور شکر لقا پر۔ سوا دو وصف بالا کے اولوالعزم نہیں بنتا۔

اسی واسطے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے دوست بھی بہت ہیں اور دشمن بھی بہت دوست مداح ہیں اور دشمن عیاب۔ جب کسی دشمن نے ہجو کی تو دوست نے مدح کی۔ محمود غزالی معتزلی نے معایب ابی حنیفہ کے لکھے۔ پس ابن حجر عسقلانی نے خیرات الحسان مدایح ابی حنیفہ کے لکھی۔ محمد ابن جعفر خزاعی نے رسالہ لکھا جس میں قرأت شاذہ منسوب بسوئے امام کر دیں۔ دارقطنی نے اُس کا رد لکھا کہ خزاعی مفتری ہے کہ امام اعظم کی قرأۃ افضل القرأت مشہورہ متواترہ امام عاصم کوفی کی ہے۔ ہندوستان میں لامذہب وہابی نے معایب ابی حنیفہ معیار الحق میں لکھے اُسکے رد میں تنویر الحق اور توفیر الحق اور انتصار الحق حنفیوں نے لکھے۔ ان کتابوں میں ثابت کر دیا کہ تقلید شخصی واجب ہے۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ یعنے اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد پوچھا جائے گا۔ واجب کا ترک کرنا حرام ہے + جیسا فرض

کا ترک کرنا حرام ہے۔ واجب کو فرض علی کہتے ہیں۔ اسکے کرنے میں ثواب اور ترک کرنے میں عذاب ہے۔ جیسا فرض کے فعل و ترک پر ثواب اور عذاب ہے فرض قطعی کا انکار کفر ہے اور فرض علی کا انکار فسق ہے۔ نماز باجماعت لازم ہے تنہا پڑھنی گناہ ترک واجب ہے جس کا نتیجہ عذاب ہے۔ جماعت میں امام متقی ہو تو ثواب ہے۔ اگر فاسق ہو تو اُس جماعت میں شامل ہونا موجب عذاب ہے۔

مسایل ضروری

چاہ ناپاک جس میں کتا یا بکری یا آدمی مرجاوے یا چڑی یا چوہا مر کر پھول یا پھٹ جاوے تو بعد نکالنے اُس مردار کے سارا پانی نکالا جاوے۔ جب دو آدمی معتبر جن کو پانی کی مہارت ہو گواہی دیویں کہ سارا پانی نکل گیا ہے۔ تب پاک ہو ویگا اور روایت دو سو تین سو ڈول نکالنے کی جو امام محمدؒ سے مروی ہے صحیح نہیں ہے اگر صحیح ہے تو اُس ملک میں ہے جہاں چاہات میں پانی دو سو ڈول کے قدر ہوتا ہے۔ جب امام محمدؒ بغداد میں آئے اور تمام چاہات میں پانی بقدر دو سو ڈول کے تھا تو حکم دیا کہ دو سو ڈول کافی ہیں۔ جیسا کہ شامی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ میں ہے۔

اطلاع ضروری

ہمارے پاس علاوہ اس رسالہ کے اور بھی موجود ہیں جو ذیل میں درج ہیں ۔
نماز حضوری لوری (۱۲) نماز حضوری ضروری (۱۲) شعب الایمان مع رسالہ علم غیب (۱۲)
بیست رکعت نماز تراویح (۱۲) سہ گانہ و رسالہ جنازہ (۱۲) الفنش لدی (۱۲) مجموعہ فتاوی (۱۲)
تعویذات دافع طاعون مع المشتہر محمد مظہر مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور سنتی ارزانہ ۔
نوٹ باقی احادیث معتبرہ و مستندہ سے جدا کتاب لکھی جاویگی ۔